ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

1 ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ —— جنوری ۲۰۱۴ء

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیّبہ کی ایک جھلک
- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی صلح
- عبدالقادر ملا شہید اور دنیا کے مظلوم مسلمان
- مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی شہادت!
- عبادت خانے کس لیے؟
- 36 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر
- پنجاب کے ۱۰ سرکاری تعلیمی ادارے قادیانی جماعت کو دینے کا فیصلہ
- خوشاب میں حساس تنصیبات سے ملحق ۹۰۰ کنال اراضی قادیانیوں نے کوڑیوں کے مول خرید لی

احرار ۱۹۲۹ء

توحید و ختمِ نبوت کے علمبردار و ایک ہو جاؤ (سید ابوذر بخاری)

36 ویں سالانہ

ختمِ نبوت کانفرنس

12 ربیع الاوّل 1435ھ

جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ

زیرِ صدارت

ابنِ امیرِ شریعت
حضرت پیرجی
سیّد عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرارِ اسلام پاکستان

مہمان خصوصی

حضرت مولانا
صاحبزادہ
عزیز احمد
دامت برکاتہم
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
خانقاہ سراجیہ کندیاں

پروگرام
ان شاء اللہ تعالیٰ

درسِ قرآنِ کریم : بعد نمازِ فجر
تقاریر: دس بجے تا ظہر

حسبِ سابق بعد نماز ظہر فرزندان اسلامؑ مجاہدین ختم نبوت اور سُرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا دورانِ جلوس مختلف مقامات پر زُعماء احرار خطاب فرمائیں گے

پروگرام براہِ راست دیکھنے کیلئے www.messagetv.tv

جملہ مکاتبِ فکر کے سرکردہ رہنما، تحریکِ ختمِ نبوت کے قائدین، زُعماءِ احرار، وکلا، صحافی، دانشور اور طالب علم رہنما خطاب کریں گے۔ نیز قادیانیوں کو دعوتِ اسلام کا فریضہ دُہرایا جائے گا

منجانب: تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ: چنابِ نگر: 0301-3138803,047-6211523 | ملتان: 061-4511961 | لاہور: 042-35912644 | چیچہ وطنی: 040-5482253

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 25 شمارہ 1 | ربیع الاول 1435ھ — جنوری 2014ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	عبدالقادر ملا شہید اور دنیا کے مظلوم مسلمان	مدیر	2
شذرات:	مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی شہادت!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
	36 ویں سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس چناب نگر		
افکار:	عبادت خانے کس لیے؟	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	7
//	اسلامیت اور پاکستانیت سے نجات کا طاغوتی ایجنڈہ	ابوطلحہ عثمان	8
دین و دانش:	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی ایک جھلک	مفکر احرار چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	10
//	انتخابِ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ (آخری قسط)	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	15
//	سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی صلح	مولانا محمد نافع مدظلہٗ	19
//	اُموی دورِ حکومت کا تاریخی تجزیہ	امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ	24
//	سلف صالحین کا اخلاص اور صدق	مولوی احمد اللہ شاہ	25
ادبیات:	حُسنِ مطلق لامثال لہٗ / پروفیسر محمد رفیق اذفر، حق / ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی		29
//	مرا اُن کے بعد کوئی نہیں! / سلیم کوثر، نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم / پروفیسر محمد اکرام تائب		30
//	خلیفۂ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	31
//	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پُر ملال پر	اکبر لاہوری	32
آپ بیتی:	''ورق ورق زندگی'' (قسط:۳۱)	پروفیسر خالد شبیر احمد	33
مطالعہ	خوشاب میں حساس تنصیبات سے ملحق ۹۰۰ کنال اراضی	سیف اللہ خالد	39
قادیانیت:	قادیانیوں نے کوڑیوں کے مول خرید لی		
//	پنجاب کے ۱۰ سرکاری تعلیمی ادارے	سیف اللہ خالد	42
	قادیانی جماعت کو دینے کا فیصلہ		
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	جاوید اختر بھٹی / حافظ اخلاق احمد	45
اخبار الاحرار:	جنوبی افریقہ میں ختمِ نبوت کا پیغام	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	47
//	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	53
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

فیضانِ نظر —— حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی —— ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول —— سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر —— عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین —— محمد نعمان سنجرانی

nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر —— محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک —— -/200 روپے

بیرون ملک —— -/4000 روپے

فی شمارہ —— -/20 روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات	مدیر

عبدالقادر مُلّا شہید اور دنیا کے مظلوم مسلمان

جماعتِ اسلامی بنگلہ دیش کے رہنما عبدالقادر مُلّا کو ۱۹۷۱ء میں پاکستانی فوج کا ساتھ دینے کے ''جرم'' میں ۱۲/دسمبر ۲۰۱۳ء کو پھانسی دے کر انہیں شہادت کے عظیم رتبے پر فائز کر دیا گیا۔ شیخ مجیب الرحمٰن کی بیٹی حسینہ واجد کی بھارت نواز سفاک حکومت کے قائم کردہ ''انٹرنیشنل وار کرائمنز ٹربیونل'' نے ۵/فروری ۲۰۱۳ء کو سزائے عمر قید سنائی تھی۔ جسے بعد میں حکومتی دباؤ پر سزائے موت میں تبدیل کر دیا گیا۔ عبدالقادر مُلّا کو سقوطِ ڈھاکہ کی تاریخ ۱۶/دسمبر (۱۹۷۱ء) سے صرف چار دن قبل پھانسی دے کر حسینہ واجد نے نہ صرف پاکستانیوں کے زخموں کو تازہ کیا بلکہ حکومتِ پاکستان کو ایک سخت پیغام بھی دیا۔ اس صورتِ حال کو عالمی حالات اور خطے میں عالمی طاغوت امریکہ کی جارحانہ پالیسیوں اور ''فرنٹ لائن اسٹیٹ'' پاکستان کے مقابلے میں بھارت کی بالادستی کی منصوبہ بندیوں سے الگ نہیں دیکھا جاسکتا۔

مذکورہ ''وار کرائمنز ٹربیونل'' خود انسانی حقوق کی لبرل تنظیموں کی نظر میں ایک غیر معیاری اور جانب دار عدالت قرار دیا جاچکا ہے، مزید برآں کچھ دیگر سوالات بھی سامنے آئے ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں پاکستانی فوج کا ساتھ دینے کے ''جرم'' میں خود شیخ مجیب الرحمٰن کے قائم کردہ ٹربیونل نے عبدالقادر مُلّا کو بے گناہ قرار دیا تھا۔ پھر حسینہ واجد نے اپنے سابقہ دورِ اقتدار میں ''وار کرائمنز ٹربیونل'' کیوں نہ بنایا؟ سقوطِ مشرقی پاکستان کے بیسیوں برس بعد کا یہ سارا عمل سیاسی انتقام اور طاغوت کی مشہور و معروف نفسیات کا مظہر نہیں تو اور کیا ہے؟ جس کے مطابق اہلِ ایمان ہمیشہ قابلِ گردن زنی رہتے ہیں۔ اور طاغوت کو اپنے کرودھ کا اظہار کرنے کے لیے بیالیس برس بھی انتظار کرنا پڑے تو بھی وہ اپنی سفاک فطرت کے تقاضوں کو فراموش نہیں کرتا۔ اس وقت جماعتِ اسلامی بنگلہ دیش کے بعض دیگر رہنماؤں خصوصاً پروفیسر غلام اعظم کو بھی مقدمہ ہائے بغاوت میں سزاؤں کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور وہ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود پسِ دیوارِ زنداں قیدِ تنہائی کے شب و روز نہایت استقامت کے ساتھ پر عزم طریقے سے بسر کر رہے ہیں۔ عبدالقادر مُلّا نے جب پاکستانی فوج کا ساتھ دیا تھا تو اس وقت وہاں پاکستان کا آئین نافذ تھا جس کی پاسداری کرتے ہوئے انہوں نے وطنِ عزیز کو متحد رکھنے کی جدوجہد کی۔ آج وہاں بنگلہ دیش کا آئین نافذ ہے تو انہیں آئین شکن قرار دے کر باغی ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ مضحکہ خیز سفا کی ''آئین'' نام کی اس بندر کی روٹی کے بارے میں ہی سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے کہ اس کی حقیقت دراصل ہے کیا؟ صرف عبدالقادر مُلّا اور غلام اعظم ہی نہیں لاکھوں بنگالیوں اور بہاریوں نے اسلام کی وجہ سے پاکستان سے محبت کی، جس پر انہیں ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ عوامی لیگ جو فصل آج بو رہی ہے کل اُسے کاشت بھی کرے گی، مکافاتِ عمل اور فطرت کا قانون اٹل ہے۔ حسینہ واجد کو اپنے باپ شیخ مجیب، بھٹو اور اندرا گاندھی کی غیر طبعی اموات سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ ان تینوں خاندانوں کے پس ماندگان بھی جس طرح قدرت کے قہر و غضب اور انصاف کی زد میں آئے اور اب تک آرہے ہیں، اسے بنگلہ دیشی حکمرانوں کو کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔

عبدالقادر مُلاّ کی شہادت پر پاکستانی حکومت کی مجرمانہ خاموشی ہر اعتبار سے قابلِ مذمّت ہے۔ وزیر داخلہ چودھری نثار احمد کا چند سطری بیان صرف حکومتی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے تھا۔ پاکستانی وزارتِ خارجہ نے بھی ان کی پھانسی کو بنگلہ دیش کا اندرونی معاملہ قرار دے کر چُپ سادھ لی۔ اسی طرح میڈیا کے محلات میں براجمان امریکی ٹکڑوں پر پلنے والے لبرل انتہا پسندوں اور سیکولر فاشسٹوں نے بھی اپنے وطن کی نمک حرامی اور امریکی استعمار کی نمک حلالی کا ذلیل ترین کردار ادا کیا۔ عبدالقادر مُلاّ کی شہادت پر ملکی و بین الاقوامی خبر رساں اداروں کا بلیک آؤٹ مکمل جانب داری اور بے غیرتی کا غمّاز ہے۔

ناصحو! پندگرو! راہ گزر تو دیکھو
ایسے ناداں تو نہ تھے جاں سے گزرنے والے

امریکی اور نیٹو افواج کی افغانستان کے سنگلاخ محاذ پر شکست، پسپائی، ذلّت و رسوائی اور واپسی کے بعد کے منظر نامے سے خوفزدہ طاغوتِ اکبر امریکہ اور اُس کے حاشیہ بردار ملکوں نے اسلام اور عالمِ اسلام کے خلاف نئی منصوبہ سازی اور صف بندی کر لی ہے۔ ہمارا روزِ اوّل سے علیٰ وجہ البصیرت یہ مؤقف رہا ہے کہ امریکہ ایران پر کبھی حملہ نہیں کرے گا، اس لیے کہ خطے میں سامراج کے مفادات کا تحفظ کرنے میں ایران سے بدتر کردار کسی ''اسلامی'' ملک کا نہیں ہے۔ حال ہی میں امریکہ، ایران معاہدے اور ایران کی جوہری مفاہمت نے ''مرگ بر امریکہ'' کے منافقانہ نعرے کے ٹوپی ڈرامے کی قلعی کھول دی ہے۔ امریکہ نے افغانستان، عراق، شام اور مصر کی حکومتوں کو اسی دولتِ نفاق کے تعاون سے توڑا۔ عراق اور شام میں اپنے ایجنٹ حکمرانوں کے ذریعے فرقہ وارانہ فسادات برپا کر کے ہزاروں اہلسنّت مسلمانوں کا قتلِ عام کرایا جواب تک جاری ہے۔ اب یہی کھیل پاکستان میں کھیلنے کی منظّم مہم شروع کر دی گئی ہے۔ جس فسادی گروہ کو دیگر مسلم ممالک میں اہلسنّت مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کے ایجنڈے کے لیے استعمال کیا گیا اُسی گروہ کو اب پاکستان میں دہشت گردی، قتل و غارت گری، مذہبی منافرت، صحیح العقیدہ اسلامی تحریکوں، جماعتوں، تنظیموں، تعلیمی اداروں اور اُن میں زیرِ تعلیم طلباء و اساتذہ، ممتاز علماء کرام اور دینی فکر و نظر کے حامل دانش وروں کو راستے سے ہٹانے کا ٹاسک دے کر اُن کی مکمل سرپرستی و اعانت کی جا رہی ہے۔

ایران کی طرف سے پاکستان کی پے در پے سرحدی خلاف ورزیاں، متعدد بار پاکستان پر میزائل حملے اور پاکستان میں کثیر مقدار میں غیر قانونی اسلحہ کی ترسیل اس پر مستزاد ہے۔ حالیہ محرم کے فرقہ وارانہ فسادات اسی طاغوتی ایجنڈے پر عمل درآمد کی شروعات ہیں۔ اربابِ حکومت اس بدترین صورتِ حال کے تدارک کے لیے کیا سوچ رہے ہیں جس کے ذریعے ملک کو خانہ جنگی کی آگ میں دھکیلا جا رہا ہے۔ قومی قیادت اور اربابِ حل و عقد کو وطنِ عزیز کی اعتقادی و جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت، امن و امان اور قومی و ملکی سلامتی کے لیے کوئی راہ ضرور نکالنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے، وطنِ عزیز کی حفاظت فرمائے اور ایمان و اسلام کا گہوارا بنائے۔

آمین بحرمة سید المرسلین و خاتم النبیین محمّد صلّی اللّٰہ علیه و آله و اصحابه اجمعین.

عبداللطیف خالد چیمہ

مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی شہادت!

6ر دسمبر کو چنیوٹ میں جمعۃ المبارک کے بیان اور نماز سے فارغ ہو کر دفتر میں ہی مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی شہادت کی المناک اطلاع ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اگلی مصروفیت منسوخ کر کے وہیں سے لاہور روانگی ہوئی اور اگلے روز نماز جنازہ میں شرکت کا موقع بھی ملا۔

ذاتی واجتماعی حادثات اور داغ مفارقت دے جانے والوں کے غم میں، عموماً میں اپنے آپ پر قابو رکھتا ہوں مگر حقیقت یہ ہے کہ مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی جدائی کے غم نے اب تک نڈھال کر رکھا ہے۔ مولانا مرحوم بچپن میں ہی شجاع آباد سے لاہور منتقل ہو گئے تھے۔ حفظِ قرآن پاک اپنے ماموں کے پاس حفظ کیا اور پھر جامعہ اشرفیہ لاہور سے فراغت حاصل کی۔ سپاہ صحابہ سے منسلک ہوئے اور بتدریج پنجاب کے صدر منتخب ہوئے۔ رفتہ رفتہ دینی وقومی حلقوں میں اہلسنت والجماعت کے ایک منجھے ہوئے معتدل مزاج رہنما کے طور پر پہچانے جانے لگے۔ تمام دینی حلقوں میں یکساں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے، مزاج دھیما مگر صاحب بصیرت ایسا جامع الصفات شخص اب دور دور تک نظر نہیں آتا۔ منافقت، جھوٹ اور فریب سے کوسوں دور، دلیل سے نظریات کی جنگ لڑنے والا بہادر انسان شمس الرحمٰن معاویہ شہید۔

سوچتا ہوں وہ بھی کفر و رِفض کی دہشت گردی کا شکار ہو گئے تو اب پیچھے کیا بنے گا؟۔ کیا ہم اِسی طرح گاجر مولی کی طرح کٹتے رہیں گے اور ہمارا کوئی پُرسانِ حال نہ ہوگا؟۔ شمس الرحمٰن صرف سپاہ صحابہ کا جرنیل نہیں تھا وہ تحریک ختمِ نبوت، تحریک ناموس رسالت اور دفاع پاکستان کے لیے منعقد ہونے والے ہر اجلاس اور اجتماع کا ایک کردار ہوتا تھا۔ رَدِ رفض پر جتنا علمی کام ہو رہا ہے وہ اس کی خبر رکھتا اور آگے بڑھاتا۔ متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کا بانی رہنما اور اس کام کے لیے لاہور میں ہماری سرگرمیوں کا اِنتہائی مُعتمد ساتھی بھائی اور جانثار و باوفا شمس الرحمٰن کامیاب و کامران ہو کر رتبہ شہادت پا گیا۔ وہ چاہتا بھی یہی تھا کہ میں اللہ کے حضور شہادت کا کفن پہن کر جاؤں۔ اُس کے دامن پر کوئی داغ یا دھبہ نہیں۔ اُس کے قاتل وہی ہیں جو ذُوالنورین رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے۔ وہ کتنے بھی چھپ جائیں ایک نہ ایک دن ظاہر ہو کر رہیں گے اور اپنے انجام تک پہنچیں گے اُن کو چھپانے والے کوئی بھی ہوں اُن کو کبھی چین نصیب نہ ہوگا اور

بہار آئے گی بے اختیار آئے گی

تعلیم القرآن راولپنڈی اور شمس الرحمٰن شہید کے حادثات نے ہم کو مجبور کر دیا ہے کہ اپنی صف بندی نئے طور پر کریں۔

قباحتوں سے بچیں اور دفاع صحابہ کے محاذ کے ملکی و بین الاقوامی تقاضوں کو سمجھیں! کیا ہمیں اب اس بات پر غور کرنا چاہیے (بلکہ ضرور کر لینا چاہیے) کہ صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ نے دس محرم الحرام کو تعلیم القرآن راولپنڈی کے حادثے پر علماء کرام سے جو وعدہ کیا تھا کہ چہلم کا جلوس راجہ بازار سے نہیں گزرے گا لیکن پھر 24 ردسمبر کو کیا ہوا؟

آئینہ ایسا دوں کہ تماشا کہیں جسے

36 ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر:

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے زیرِ اہتمام اِن شاء اللہ تعالیٰ 12 ربیع الاوّل 1435ھ جامع مسجد احرار چناب نگر میں 36 ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی کی زیرِ سرپرستی منعقد ہو رہی ہے اس کانفرنس کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کے لیے درج ذیل امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیاریاں تیز کر دیں۔☆ کانفرنس کے اشتہارات آپ تک پہنچ چکے ہوں گے اگر ابھی تک اشتہارات نہ ملے ہوں یا آپ کی ضرورت سے کم ہوں تو ملتان مرکز سے رابطہ فرما کر اشتہارات منگوا سکتے ہیں☆ کانفرنس میں شرکت کے لیے اپنے جماعتی و غیر جماعتی ماحول میں محنت کریں اور انفرادی و اجتماعی شرکت کو یقینی بنائیں نیز کانفرنس اور قافلے کی روانگی کے حوالے سے اخبارات کے مقامی نمائندگان کے ذریعے خبریں بھجوانے کا اہتمام ضرور کریں☆ ہر مقامی جماعت کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ نظم وضبط کا ماحول پیدا کریں۔ کانفرنس میں شرکت کرنے والے ساتھیوں کی تربیت کریں اور ایک نیک مقصد کے لیے سفر کے آداب کو ہر حال میں ملحوظ رکھیں☆ دورانِ سفر کلمہ طیبہ اور درود پاک کا ورد جاری رکھیں ☆ چناب نگر میں بلاضرورت نہ گھومیں پھریں اور نہ ہی قادیانیوں کے ساتھ بحث کریں☆ ہر شاخ یا شرکت کرنے والے ساتھی اپنی تعداد کی مناسبت سے پانچ سے دس جماعتی پرچم ساتھ لائیں اور ممکن حد تک تمام ساتھی سرخ قمیص میں ملبوس ہوں ☆ کانفرنس کی مناسبت سے جن شاخوں کے پاس بینرز موجود ہوں وہ ہمراہ لائیں ممکن ہو تو نئے بینرز بنوانے کا اہتمام کریں☆ تمام ساتھی / قافلے سفر کے دورانیے کا اندازہ کر کے ایسے وقت سفر شروع فرمائیں کہ آپ زیادہ سے زیادہ 12 ربیع الاوّل کو نماز فجر تک مرکز چناب نگر پہنچ جائیں اس سے زیادہ تاخیر مناسب نہیں☆ جن شاخوں کو انتظامات کے لیے کارکن مہیا کرنے کا کہا گیا ہے ان سے درخواست ہے کہ متعینہ کارکنوں کی تربیت کریں اور یہ ساتھی 10 ربیع الاوّل کو نماز ظہر تک لازماً چناب نگر پہنچ کر رپورٹ کریں☆ اپنے اردگرد مشکوک افراد پر نظر رکھیں☆ موسم کے مطابق چادر وغیرہ ہمراہ رکھیں اور کھانے پینے کی چھوٹی موٹی اشیاء مثلاً پانی کی بوتل چنے، بسکٹ وغیرہ اگر ساتھ رکھیں تو سہولت رہے گی☆ اپنے قافلے کا امیر مشاورت سے مقرر کریں اور اطاعتِ امیر کو شعار بنائیں☆ 12 ربیع الاوّل کو جلوس کے موقع پر دی جانے والی ہدایات پر مکمل عمل پیرا ہوں دورانِ جلوس نظم وضبط قائم رکھیں ہلڑ بازی اور منفی نعرے بازی سے مکمل پرہیز

کریں ☆ معمر اور معذور افراد کو جلوس میں شرکت کرنے کے لیے سواری میں بٹھائیں ☆ 16 ر دسمبر 2013ء کو چناب نگر میں چناب نگر کانفرنس سے متعلق جو اجلاس ہُوا اُس میں اس کانفرنس کے انتظامات کے لیے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کو ناظم اجتماع مقرر کیا گیا ہے، جبکہ مولانا مغیرہ، میاں محمد اویس، مولانا تنویر الحسن کو نائبین مقرر کیا گیا ہے ☆ چناب نگر مرکز میں اجتماع کے موقع پر جگہ کم پڑ جاتی ہے جس کی وجہ سے ہم آنے والے مہمانوں اور مقررین کا خاطر خواہ اکرام نہیں کر پاتے اس بات کو محسوس نہ کریں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مزید وسیع جگہ عطاء فرمائیں (آمین) تا کہ سارے نظام میں آسانی رہے۔ جماعتی و غیر جماعتی احباب کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی توجہ غیر ضروری ملاقاتوں کی بجائے اجتماع پر مرکوز رکھیں اور کام میں بے حد مشغول ذمہ داران کو الجھن میں نہ ڈالا کریں اِس سے نظم بھی خراب ہوتا ہے اور کام کا حرج بھی۔ ☆ اجتماع گاہ میں نظم و ضبط کا خیال رکھیں ☆ چناب نگر انتظامیہ ہمارے ساتھ تعاون کرتی ہے ان کے ساتھ بدتمیزی سے اجتناب کریں ☆ دورانِ وقفہ بیانات، سٹالز سے اپنی ضرورت کی اشیاء خریدیں ☆ کانفرنس کے موقع پر کانفرنس کے اخراجات / چناب نگر / مرکز / نقیبِ ختم نبوت یا کسی بھی دوسری مد کے لیے فنڈز کے لیے جگہ اور افراد متعین ہوں گے اس کام کے لیے متعلقہ جگہ پر ہی رقوم جمع کروائیں ☆ کھانے کے لیے ترتیب کے ساتھ جن شہروں کے قافلوں کا اعلان کیا جائے براہ کرم صبر و تحمل کے ساتھ اُسی ترتیب کے ساتھ کھانے کے پنڈال میں تشریف لے جائیں۔ کھانے کے لئے 10 روپے فی کس کا ٹوکن جاری کیا جائے گا قافلے کے امیر اپنی تعداد کے حساب سے ٹوکن حاصل کریں ☆ ہر ماتحت شاخ کے لیے ضروری ہے کہ وہ پانچ ہزار روپے (=/10,000) چناب نگر کانفرنس کے اخراجات کی مد میں لازماً بھجوائے یا موقع پر جمع کرائے ☆ پارکنگ کے لیے جو جگہ مختص ہے اُس کو استعمال میں لائیں اور متعلقہ انتظامیہ کی ہدایات پر سختی سے عمل فرمائیں امید ہے کہ آپ ہماری گزارشات کو ہر حال میں مقدم و ملحوظ رکھیں گے، شکریہ، والسلام

خمیرہ روشن دماغ

- ★ طلباء، وکلاء، اساتذہ، علماء کرام اور دماغی کام کرنے والوں کے لیے تحفہ کی مانند ہے
- ★ دردِ سر، پرانا نزلہ زکام، ریشہ، کیرہ، کھانسی کے لیے یکساں مفید ہے
- ★ ذہنی تھکان، ذہنی پریشانی، وہم، نسیان کو دور کرتا ہے
- ★ عصابی دباؤ، نیند کم آنا میں مفید ہے
- ★ دماغی کمزوری، بینائی کی کمزوری دور اور دل کو قوی کرتا ہے

قیمت =/300

نوٹ: چناب نگر اجتماع پر دستیاب ہوگا

رابطہ بن قاسم ہربل لیبارٹری سی سی آئی کراچی / 0315-6381977

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

عبادت خانے کس لیے؟

ہندو کی عبادت مندر کے اندر، سکھ کی عبادت گردوارے کے اندر، یہودی کی عبادت صومعہ کے اندر، عیسائی کی عبادت گرجے کے اندر، آگ پوجنے والے کی عبادت آتشکدے کے اندر...... سُنّی مسلمان کی عبادت مساجد کے اندر، اہلحدیث کی عبادت مساجد کے اندر، حنبلی، مالکی، شافعی، حنفی اور غیر مقلد کی عبادات ان کی مساجد اور انہی کے عبادت خانوں کے اندر...... ایران میں شیعہ کی عبادت امام باڑوں اور ان کی مخصوص عبادتگاہوں کے اندر، عراق، لبنان، شام اور بحرین میں جہاں بڑی شیعہ آبادیاں ہیں ان کی عبادات، جلوس اور مجالس ان کی عبادتگاہوں کے اندر...... پاکستان کی غالب 98 فیصد سُنّی اکثریت کی عبادات ان کی مساجد اور عبادتگاہوں کے اندر...... آخر یہ کیا بات ہوئی کہ پاکستان کی شیعہ اقلیت کی عبادت (اگر اسے عبادت کہا جا سکے) بازار میں سُنّی کے گھر کے سامنے، مسلمانوں کی مسجدوں اور مدرسوں کے سامنے، غالب اکثریت سُنّیوں کو پہلی محرم سے اپنے گھروں میں بند کر دیا جائے۔ ملک کی فوج، رینجرز، پولیس اور دیگر خصوصی دستے پاکستانی شیعوں کی عبادت کے محافظ ہوں۔ پورا ملک شیعہ عبادت کے لیے بند کر دیا جائے۔ اربوں کھربوں روپے کا معاشی نقصان ہو اور اگر کہیں کوئی سُنّی مسجد، مدرسہ کے دروازہ سے آگے پیچھے ہٹ جانے کی درخواست کرے تو بچوں، بڑوں اور نمازیوں کو پکڑ کر ذبح کر دیا جائے۔ ماتمی جلوسوں میں موجود اسلحہ اور پٹرول کے ڈرموں سے مسجد مدرسہ اور پورا بازار جلا کر راکھ کر دیا جائے کیا یہی انصاف ہے؟...... حکومت، وُزرا، پولیس، رینجرز اور فوج عوام کی حفاظت کے لیے ہوتے ہیں مگر عملی طور پر ان کو صرف ماتمی جلوسوں کا اور تبرّا بازوں کا محافظ بنا دیا جاتا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو دو عیدیں عطا فرمائیں۔ دونوں عیدوں میں جلوس نکال کر شمولیت کا حکم نہیں۔ انفرادی شمولیت کا حکم ہے اور ساتھ یہ حکم ہے کہ جاتے ہوئے اور راستے سے جاؤ اور واپس دوسرے راستے سے آؤ...... مزید حکم یہ ہے کہ اللہ کی بڑائی اور اس کے شکرانے کے تصور کے ساتھ جاتے ہوئے بھی اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر لااِلٰہ الّا اللّٰہ وَاللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر ولِلّٰہ الحمد پڑھتے جاؤ اور واپسی پر بھی یہی کلمات تکبیر و تہلیل و تحمید پڑھتے آؤ...... عیدین پر کھلے میدان میں نماز عید کا حکم ضرور ہے مگر یہاں بھی کوئی جلوس نہیں، کوئی ماتم نہیں، کسی پر تبرّا نہیں...... اسلامیان عالم کے سالانہ عظیم اجتماع حج کے موقع پر لاکھوں کا مجمع ہر کسی کو معلوم ہے مگر ان لاکھوں کا کوئی جلوس نہیں، کوئی ماتم نہیں، کوئی تبرّا اور سبّ وشتم نہیں۔ حدودِ حرم کو غیر مسلم کے داخلے کے لیے بند رکھا گیا ہے۔ یہ قانون ہے اور اسلحہ، چھریاں اور خنجر کی بھی اجازت نہیں ہوتی نہ کسی کے ساتھ جھگڑا اور گالی گلوچ...... مختلف قومی لباس بھی اُتروا کر صرف دو چادریں پہننے کا حکم ہے...... جب مسجد سے لے کر بیت اللہ تک ماتم نہیں، ماتمی جلوس نہیں، سبّ وشتم اور تبرّا نہیں تو پاکستانی مسلمانوں نے کون سا جُرم کیا ہے کہ ان کے بازاروں میں، ان کے دروازوں پر، ان کی مساجد اور مدرسوں کے سامنے ماتمی جلوس لایا جائے۔ علماء اور طلباء اور غیور سنیوں کے سامنے قرآن و حدیث کی توہین کی جائے۔ اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم پر تبرّا کیا جائے...... اہل حکومت، وزیر اعظم اور صدر پاکستان سے امن کے نام پر ہماری درخواست ہے کہ شیعہ ماتمی جلوسوں کو ان کے اپنے عبادتخانوں میں بند کیا جائے۔

ابوطلحہ عثمان

اسلامیت اور پاکستانیت سے نجات کا طاغوتی ایجنڈہ

مصطفیٰ کمال پاشا نے کمال کر دیا تھا۔ مسلم اندازِ تحریر کو بدل کر رومن خط لازم کر دیا۔ نماز، اذان سے نہیں روکا لیکن عربی زبان میں اذان پر پابندی لگا دی۔ قرآن مجید بے شک پڑھو لیکن عربی اندازِ تحریر (Script) میں لکھنا پڑھنا جرم قرار دے دیا گیا۔ ایک بڑے فلسفی اور مؤرخ نے آرنلڈ ٹوائن بی نے کہا:

''کتب خانوں کو آگ مت لگاؤ۔ صرف رسم الخط بدل دو۔''

اس نے کہا:

''رسم الخط کے بدلنے سے قوم کا رشتہ اپنے ماضی سے کٹ جائے گا۔ اس کی پوری تہذیب اس کے لیے بے معنیٰ ہو کر رہ جائے گی پھر اُسے جس طرف چاہو لے جاؤ۔''

تاریخِ عالم گواہ ہے کہ ۶۶۲ء سے ۷۵۰ء تک مسلمانوں کا وہ عظیم دور ہے کہ جزیرۂ عرب سے نکل کر مسلمان عرب و عجم پر چھا گئے۔ جہاں گئے اپنی تہذیب (اسلام) اور اس کی زبان (عربی) ساتھ لے گئے...... رعایا اقوام کو امن ملا، عدل ملا، لوگوں نے نہایت خوش دلی کے ساتھ اسلامی تہذیب اور عربی زبان کو اپنا لیا۔ عراق، شام، فلسطین، مصر اور افریقہ کے آخری کناروں الجزائر اور مراکش تک درجنوں ممالک آج عرب کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں حالانکہ عرب تو صرف حجاز، یمن اور نجد میں تھے۔

پھر وسط ایشیائی ترک ریاستوں میں زبان اگرچہ بولی کی حد تک عربی نہ بن سکی مگر ادبی اور دینی زبان عربی ہی رہی...... کسی بھی قوم یا قبیلے کو زبردستی اسلام میں داخل نہ کیا گیا پھر بھی دنیا کے ایک بڑے حصے میں اسلامی شعائر کا نفاذ ہوا۔ یہاں تک کہ کئی جگہ ایشیا اور افریقہ و یورپ میں عیسائی اقوام نے صرف اس لیے مجاہدین اسلام کی مدد کی کہ انہوں نے ان کو امن، عدل اور خوش حالی سے ہم کنار کیا جب کہ عیسائی حکمران ظلم و جبر کا استعارہ بن چکے تھے۔ صحاح ستہ کا عظیم ذخیرہ وسط ایشیائی کی ریاستوں میں مرتب ہوا۔ برصغیر میں مسلم حکمرانوں نے صدیوں تک حکومت کی مگر آستین کے سانپوں میر جعفر، میر صادق اور منشی سید رجب علی نے ملّتِ اسلام کو ڈسنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ یہ تینوں اور ان کے حاشیہ نشین ایک ہی نظریہ کے لوگ تھے۔ آپ خود معلوم کر لیں...... انہی غداروں کی وجہ سے مسلم حکمرانی ختم ہوئی اور یورپی غنڈے قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے...... تاہم اس قبضہ کے خلاف مسلم مجاہد حرکت میں رہے لیکن قبضہ چھوڑنے سے پہلے لارڈ میکالے کو مسلم ہند (مقبوضہ انگریز) کے مطالعاتی دورے پر بھیجا گیا اور اس سے اہل ہند کی بیداری کا علاج بھی تجویز کروایا گیا۔

لارڈ میکالے نے صرف ایک کام کیا۔ اس نے کہا:

''میں نے ایسا نصابِ تعلیم ترتیب دے دیا ہے کہ اُسے پڑھ کر یہاں کے باسی رنگ و نسل میں ہندوستانی اور سوچ اور عمل میں یورپی ثابت ہوں گے۔''

تحریک آزادیٔ ہند میں علماءِ اسلام، شیخ الہند کے شاگردانِ کرام کا بڑا حصہ ہے۔ مثلاً کراچی اور ڈھاکہ دونوں جگہ علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ ظفر احمد عثمانی کے علاوہ سید سلیمان ندوی، مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہم اللہ نہایت نمایاں نظر آتے ہیں۔ یہ لوگ بھی ایک ہی نظریے کے تھے...... انگریز سے آزادی ملی مگر لارڈ میکالے کے نظامِ تعلیم کے پروردہ کالے انگریزوں سے ابھی تک جان نہ چھوٹ سکی۔ ان کالے انگریزوں کو اب یہ بھی خطرہ ہے کہ اگر امریکہ اور اس کے ساتھی افغانستان سے چلے گئے تو وہاں کے اسلامی تہذیب کے لوگ پاکستان پر بھی اثر انداز ہوں گے۔ پھر ہمارا کیا بنے گا؟ کیونکہ اسلام ہمارا مخالف اور ہم اسلامی تہذیب واقدار کے مخالف......

پرویزی خبیث دور میں امریکہ کی پسندیدہ لیڈی زبیدہ جلال نے لارڈ میکالے کا نظامِ تعلیم دوبارہ نافذ کرنے کی طرح ڈالی۔ زرداری حکومت نے اس کی آبیاری کی اور اب شریفوں کی حکومت اسے بار آور کر رہی ہے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ خود وہ بھی اور آج کے اکثر پڑھے لکھے اردو میڈیم ہی کے تعلیم یافتہ ہیں پھر اردو میڈیم کو کیوں دیس نکالا دے رہے اور اب چند دن پہلے حکومتِ پنجاب محکمہ تعلیم کی طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ عربی اور مطالعہ پاکستان کا امتحان نہیں لیا جائے گا بس مقامی استاد طلباء کو چیک کر لیں گے۔ مطلب یہ کہ اگر یہ کہا جائے کہ ہم نے عربی اور مطالعہ پاکستان کو نصاب سے خارج کر دیا ہے تو کہیں نادان عوام ہمارے خلاف نہ کھڑے ہو جائیں بس یہ مضمون ایسے نصاب سے نکالو کہ پتا بھی نہ چلے۔ جب امتحان نہیں ہوگا تو طلباء پڑھیں گے کیوں اور استاد پڑھائیں گے کیوں؟ اور اسلامیت اور پاکستانیت سے جان چھوٹ جائے گی۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ　　　　انتخاب از محبوبِ خدا ﷺ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیّبہ کی ایک جھلک

ناخلف اولاد بسر روزگار یا برسرِ اقتدار ہو کر غریب ماں باپ سے آنکھ چراتی ہے۔ مگر صاحبِ زر خاتون کا محبوب خاوند عزیز رشتہ داروں سے مروّت اور ہمسایوں کی امداد میں لگ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطالب کی مہربانیاں یاد تھیں۔ ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا کی عسرت اور اولاد کی کثرت کا خیال آیا۔ اپنے دوسرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ قحط سالی ہے اور چچا ابوطالب قلیل المال اور کثیر الاولاد ہیں۔ بہتر ہے کہ ان کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ایک لڑکے کو میں اپنے پاس لے آؤں اور ایک کو آپ اپنے گھر لے جائیں۔ انہوں نے یہ بات پسند فرمائی۔ دونوں ابوطالب کے پاس پہنچے اور اظہار مدعا کیا۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا اور جعفر رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت پانچ برس تھی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا یہ تربیت یافتہ بچہ صاحب ذوالفقار اور اعلیٰ درجے کا شہسوار بنا۔ اس نے خیبر شکن بازو اور شیر افگن قوت پائی۔ وہ بلند پایہ فلسفی، اعلیٰ درجہ کا ادیب اور شاعر بنا۔ دنیا میں بابِ علم اور صاحبِ فضل کہلایا۔ کاش مسلمانوں کی اولاد انہی خصوصیتوں کی حامل ہو!

حضرت علی رضی اللہ عنہ تو خیر مہربان چچا کے بیٹے گویا اپنا ہی گوشت پوست تھے، تم بیگانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسنِ سلوک دیکھو! زید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام، ایک عیسائی خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھتیجا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اس کو کہیں سے خرید لایا اور اپنی پھوپھی کی نذر کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپ دیا۔ یہ غلام گھر میں بچوں کی طرح پرورش پانے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے باپ اور چچا اس کی تلاش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور درخواست کی کہ زید رضی اللہ عنہ کو گھر بھیج دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی قبول فرمایا۔ باپ اور چچا زید رضی اللہ عنہ کی آزادی سے باغ باغ ہو گئے۔ مگر زید رضی اللہ عنہ پر اوس سی پڑ گئی۔ اور دونوں کو صاف کہہ دیا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ باپ حیران ہو کر بولا کہ تو آزادی سے غلامی کو پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ بات پائی ہے کہ ماں باپ کو ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ ''لوگو! زید رضی اللہ عنہ میرا بیٹا ہے اور میں اس کا باپ''

حارث نے سنا تو خوش خوش گھر چلا آیا۔ یہ چھوٹی سی بات نہ تھی، جو کسی کم ظرف نے جوش میں آ کر کہہ دی اور مزاج اعتدال پر آیا تو بھلا دی ہو۔ بلکہ اس شفیق آقا نے غلام کے ساتھ جو قول کیا وہ عمر بھر نبھایا۔ شادی کے لائق ہوا تو اپنی

پھوپھی کی لڑکی زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا۔

خدا پر ایمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان تھی۔ کفر اور شرک کی رسموں سے پرہیز گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گھٹی میں پڑا تھا۔ منصب نبوّت پر پہنچنے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ قریش نے بتوں کے چڑھاوے کا کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھا، مگر اس موحد برحق نے کھانے سے اجتناب کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمایاں ہونے اور بڑا بننے کا شوق نہ تھا۔ ہاں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آتا تھا، گرویدہ ہو جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی لہو ولعب، جھوٹ اور فریب سے پاک تھی۔

سیرت کی اس ہلکی سی جلوہ نمائی سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسمانی صحت اور اخلاق میں ممتاز تھے۔ جب جسم اور روح آلائشوں سے پاک ہوتے ہیں تو حسینوں سے حسین خدا کی محبت اجڑی بستی کو بساتی ہے۔ اطمینان بخش ہوائیں عرش کے کنگروں کو بوسہ دے کر آتی ہیں، راحت کا سمند امڈا چلا آتا ہے۔ انسان چاہتا ہے کہ غیروں کی مداخلت کے بغیر اس سرور سے کیف اندوز ہوتا رہے۔ اس لیے وہ ایسے گوشہ عزلت کو پسند کرتا ہے جہاں پتہ نہ ملے اور پرندہ پر نہ مارے۔ مسرت کے لاسلکی پیغام آسمان سے آتے ہیں۔ دل برکتوں سے معمور ہو جاتا ہے۔ کبھی اضطراب اور غم سے پاک رقت پیدا ہوتی ہے۔ آنکھیں ساون کی جھڑی کی طرح آنسو برساتی ہیں۔ لیکن باوجود اس اشک باری کے دل مسرتوں کا جلوہ زار بنا رہتا ہے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس برس کو پہنچی تو خلوت کی کشش بڑھ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو ایک غار میں جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، جایا کرتے تھے۔ اس غار کا نام حرا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ستو باندھ کر ہمراہ لے جایا کرتے اور جب تک یہ ختم نہ ہو چکتے، وہیں قیام فرماتے۔ ان سکوت زا تنہائیوں کی کیفیتوں کا صحیح علم تو نبی کو ہی ہو سکتا ہے مگر ناچیز اُمتی کا یہ قیاس ہے کہ محولہ بالا کیفیت سے وہ ملتی جلتی کیفیت تھی جو غارِ حرا کی کشش کی باعث تھی۔ اُمتی کو یہ خوشگوار تجربہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کا حسن عمل بارگاہ باری تعالیٰ میں مقبول ٹھہرے تاکہ انسان سمجھ سکے کہ خدا اپنے بندے پر راضی ہو گیا۔ جس کسی کو یہ جانفزا تجربہ ہوتا ہے، وہ نادیدہ خدا کی رویت کے لیے رات کو اس شوق بھرے اضطراب سے اٹھتا ہے جس طرح عاشق وارفتہ کسی پیکر حسن کی محبوبیت کا نظارہ کرنے کے لیے ایک پرشوق تشویش محسوس کر کے جلدی جلدی تیار ہوتا ہے۔ گویا مطلوب ملاقات کے لیے منتظر کھڑا ہے اور اسے دیر ہو گئی تو ڈر ہے کہیں مایوس نہ لوٹ جائے۔ اور جب تمام چیزوں سے خالی الذہن ہو کر اس کے دھیان میں بیٹھتا ہے تو ایسا محسوس کرتا ہے گویا جان جاں کی محبت بھری میٹھی باتیں سنتا ہے، اور بعض اوقات اس کے کام و ذہن ایسی لذت سے لطف اندوز ہوتے ہیں جس کا بیان دائرہ

امکان سے باہر ہے۔کبھی کبھی وہ تاریکیوں میں نور کی جھلک دیکھتا ہے گویا تیرہ وتار مطلع پر کواکب تاباں ظاہر ہوگئے۔جب روح اس طرح عالم علوی سے علاقہ پیدا کرتی ہے تو اکثر خطرات سے آگاہی ہوتی ہے اور خوش خبریاں پاتی ہے۔کبھی رویائے صادقہ اور صاف الہام اس کی رہبری کرتے ہیں۔بعض اوقات نئی دنیا کی اچھوتی حقیقتیں اس پر کھلتی ہیں۔علم و یقین کے باب وا ہوتے ہیں۔انسان خدا کے ساتھ اپنا تعلق یوں استوار پاکر آئندہ لغزشوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔یہاں تک تو پیغمبر اور اُمتی کا حال یکساں ہے۔اگلی وادی کے سفر کے لیے عام قدم رک جاتے ہیں۔وہاں صرف پیغمبروں کا گزر ہوسکتا ہے۔اس سفر کی آخری منزل وہ ہے، جہاں حسن حقیقی پرتوفگن ہے۔

وحی:

عرب کا روشن ضمیر آقا غارحرا کی تاریکیوں میں نور کی جھلک دیکھنے لگا۔اس کے خواب سچے اور الہام صحیح ثابت ہونے لگے۔پانچ برس تک یہی کیفیت رہی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور رفعت چاہتی تھی۔وہ جوہر قابل براہ راست اکتساب علم کی صلاحیت رکھتا تھا۔اس لیے عمر کے اکتالیسویں سال مطابق ۶۱۰ء اسے منصب حاصل ہوا جس کا اہل اس کے سوا اور کوئی نہ تھا۔لیلۃ القدر کی اس سعید ساعت کو خدا کا پیغامبر فرشتہ جبرائیل علیہ السلام دنیا کے آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غارِحرا میں پہلا پیغام لے کر آیا اور کہا:

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ [1:96] **خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ** [2:96] **اِقۡرَاۡ وَرَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ** [3:96] **الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ** [4:96] **عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ** [5:96]

پڑھ اس خدا کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا۔آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔پڑھ تیرا خدا کریم ہے۔وہ جس نے انسان کو قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔وہ جس نے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں۔

ثابت بن قیس نے سچ کہا کہ خدا نے اپنے بندوں میں سے بہترین شخص کو انتخاب کیا، جو سب سے زیادہ شریف النسب، سب سے زیادہ راست گفتار اور سب سے زیادہ شریف الاخلاق تھا۔وہ تمام عالم کا انتخاب تھا۔اس لیے خدا نے اس پر کتاب نازل فرمائی۔

روایت ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام غارِحرا میں ظاہر ہوئے تو کہا کہ پڑھ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پڑھنا تو نہیں جانتا۔تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگا کر خوب زور سے دبایا۔پھر وہی الفاظ دہرائے اور وہی جواب پایا۔پھر اسی طرح دبایا۔غرض تیسری مرتبہ جواب سننے کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے وہ پانچ آیتیں پڑھیں۔اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر پہنچے۔رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

سے کہا مجھے کمبل اڑھاؤ...... چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمبل اوڑھا دیا گیا۔ جب کچھ دیر بعد سکون خاطر ہوا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کو غارِ حرا کی سرگزشت من وعن کہہ سنائی اور کہا کہ مجھے تو جان کا خوف ہے۔ بیوی جس کی نظر خاوند کے بلند اخلاق پر تھی، پکار اٹھی کہ یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارک ہو۔ خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز رسوا نہ کرے گا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرابت داروں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ فقیروں، مسکینوں کی مدد کرتے ہیں۔ مسافروں کی مہمانی کرتے ہیں، اچھے کام کرنے والوں کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مددگار ہیں۔

سیرت کے ایک ایک واقعہ میں دفترِ معنی مضمر ہے۔ پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منصب کی سب سے پہلے تصدیق کرنے والا کوئی مرد نہ تھا بلکہ یہ فخر ایک خاتون کی قسمت میں لکھا تھا تاکہ مومنوں کے منہ پر قفل لگ جائیں اور عورت کو مرد سے ہیٹا نہ کہہ سکیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی ایسی ناقابلِ تردید شہادت پیش کی جس سے ہر مخالف نکتہ چین کی زبان بند ہوگئی۔ اس مومنہ کی فراست کو دیکھو! کیا خوب کہا کہ مخلوق کی خدمت کرنے والے کو خالق رسوا نہیں کرے گا۔ خدمت خلق اور مخلوق سے محبت سچے مذہب کی جان ہے۔ بے شک دوسرے کے کام آنے والوں کو خدا رسوا نہیں کرتا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چچیرا بھائی ورقہ بن نوفل عربی اور عبرانی زبان کا عالم تھا۔ وہ شرک سے نفور اور دین حق کی تلاش میں رہتا تھا۔ بڑھاپے کی کمزوریوں سے اس کی بینائی جاتی رہی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نابینا بزرگ کے پاس لے گئیں اور کہا: ''اے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کا ماجرا سن'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غارِ حرا کا واقعہ سنایا تو ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ وہی ''ناموس'' ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا۔ اے کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب کہ تیری قوم تجھے نکال دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟'' ہاں۔ جس کو لے کر تم آئے ہو اس کو لے کر کوئی آدمی نہیں آیا جس سے لوگوں نے دشمنی نہ کی ہو۔ اگر میں اس زمانہ تک زندہ رہا تو تمہاری ہر طرح مدد کروں گا۔

افسوس! یہ صاحب ایمان جلد ہی مر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں وہ سفید لباس میں دکھایا گیا۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعبیر کی کہ ورقہ بن نوفل جنتی ہے۔ اگر اس کا مقام دوزخ ہوتا تو جسم پر لباس نہ ہوتا۔ غرض جویائے حق، حق کو پہنچ گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس خوف کا اظہار فرمایا، وہ ان معاملات کی ابتدا اور بشریت کے تقاضے کے باعث تھا۔ کون نہیں جانتا کہ ایک نامعلوم وادی میں پہلا قدم کس قدر جھجک پیدا کرتا ہے۔ اس طبعی ہچکچاہٹ کے ساتھ نئی دنیا کے

مناظر کا ایسی پرہیبت عظمت کے ساتھ سامنے آنا یعنی غار کی تاریکی میں فرشتے کا زور زور سے بھینچنا سوائے خوف کے کیا کیفیت پیدا کرسکتا ہے۔ بجائے شک کرنے کے خوف وہراس کا یہ مجرد واقعہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی دلیل ہے۔ اگر نبوّت کا دعویٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا من گھڑت افسانہ ہوتا تو یوں خائف گھر نہ آتے۔ بیوی کے سامنے تو بزدل بھی بہادر بننے کی کوشش کرتا ہے۔ بنابریں قلب سلیم تسلیم کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جھوٹی شہرت چھوڑ اس منصب کی معصوم امنگ بھی نہ تھی۔ نبیوں اور نیکوں کے دل مناصب کے آرزومند نہیں ہوتے، وہ تو آگ کی تلاش میں نکلتے ہیں اور اچانک نورحق کو پالیتے ہیں۔ عرب کا یہ یتیم بھی اچانک کونین کا سردار بنادیا گیا۔ **ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء**

وحی کے پہلے تجربے میں یہ حالت اس لیے طاری ہوئی تاکہ وحی کو کشف، الہام اور رویاء سے تمیز کیا جاسکے۔ ایسا نہ ہو کہ مرسل تمثیل اور معنی کے ابہام میں رہے۔ بلکہ اسے معلوم ہو یہ تخیل نہیں حقیقت ثابتہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھنے سے انکار، فرشتے کا اصرار اور بار بار بھینچنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ پیغمبر پر روشن ہوجائے کہ یہ منظر وہم کی پیداوار نہیں بلکہ حقیقت حال ہے۔ معترض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوّت کو دولت اور طاقت کی آرزو پر مبنی سمجھتے رہے اور اس حقیقت کو ہمیشہ نظرانداز کرتے رہے کو طوفان خیز شباب میں جو معرکوں اور ہنگاموں کا زمانہ ہوتا ہے، ایک شخص خاموش اور پرامن متاہل زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کا سینہ چالیس برس کی عمر کے بعد کیونکر شورانگیز امنگوں کی جولانگاہ بن گیا۔ حالانکہ عمر کا یہ حصہ بڑھاپے کی طرف پہلا قدم سمجھا جاتا ہے۔ اس عہد میں جوانی کی حرارت پیری کی سرد ہواؤں سے کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اگر تم گرم ملک کے باشندے ہو اور تمہاری عمر چالیس کو پہنچ چکی ہے تو اپنے تجربے پر قیاس کرو کہ عنفوان شباب میں تمہارا سینہ کس طرح محشر خیز امنگوں کی جولانگاہ تھا۔ دولت اور طاقت کی حرص نے کس طرح ایک آگ لگا رکھی تھی۔ امیدوں کے سراب نے آنکھوں کے سامنے بہشت کے ہوش ربا جلووں کی دنیا آراستہ کررکھی تھی۔ پھر جب چالیسویں برس کی عمر ہوچکی تو وہ سب جنت نگاہ نظارے یک بیک غائب ہوگئے اور مایوسیوں کا لق ودق صحرا منہ پھاڑے سامنے نظر آنے لگا۔ اگر تم اس عمر کو نہیں پہنچے تو اس عہد کی خزاں آفرینیوں کا درد بھرا افسانہ کسی سن رسیدہ سے پوچھو۔ گلستان کے مصنف سعدیؒ سے دریافت کرو جس نے جذبات خیز جوانی کو خیرباد کہتے اور برفبار بڑھاپے میں قدم رکھتے ہوئے کس حسرت سے ''چہل سال عمر عزیزت گزشت'' کا غیر فانی مصرعہ کہہ کر اس عہد کی سردمزاجیوں کی طرف حکیمانہ اشارہ کردیا ہے۔ اس لیے چالیس برس کے بعد خاموش زندگی بسر کرنیوالے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ شیطانی امنگوں اور باطل امیدوں پر مبنی نہ تھا بلکہ وحی ربانی انہیں غارِ حرا کی تنہائیوں سے نکال کر میدان وغا وغزا میں لے آئی تھی۔

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی　　　　آخری قسط

انتخاب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

حضرت مفتی صاحب کی روایت صحیح بخاری کی روایت (جو پیچھے گزر چکی ہے) کے خلاف ہے۔اس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت طلحہؓ انتخاب کے موقع پر موجود تھے اور وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی تجویز کے مطابق حضرت عثمانؓ کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے۔

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں کہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ خلیفہ کی تقرری سے متعلق حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں سے اختیار لینے کے بعد اٹھے۔

ان دونوں کے بارے میں لوگوں کی رائیں معلوم کیں، لوگوں سے علیحدہ علیحدہ بھی مشورے لیئے اور اعلانیہ مجمعوں میں بھی رائے معلوم کی، راز داری کے طور پر بھی کچھ لوگوں کے رجحانات کا پتہ چلایا اور برملا بھی، یہاں تک کہ خواتین سے پردوں کے پیچھے سے بات کی، یہی نہیں بلکہ دوسرے شہروں سے آنے والے بدوؤں اور قافلہ والوں سے بھی ان کے خیالات معلوم کیے یہاں تک کہ مکتب کے بچوں تک سے ان کی خواہشات اور رجحانات کا پتہ چلایا۔ تین دن اور رات ان کا یہی مشغلہ اور وظیفہ رہا انہوں نے کسی دو کو بھی حضرت عثمانؓ کی افضلیت کا منکر نہیں پایا۔ وہ ان دنوں اور راتوں میں بہت کم سوئے۔ نماز واستخارہ میں اور اہل الرائے کی رائیں معلوم کرنے میں مشغول رہے۔ چوتھے روز (یعنی حضرت عمرؓ کی وفات کے چوتھے دن) اہل شوریٰ اسی جگہ جمع ہوئے جہاں پہلے روز ان کا اجتماع ہوا تھا۔

حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو بلایا جب یہ دونوں حضرات آ گئے تو فرمایا:

میں نے لوگوں کی آراء معلوم کیں، کسی کو بھی ایسا نہیں پایا جو آپ دونوں پر کسی کو فوقیت دیتا ہو یا آپ کے برابر کسی کو سمجھتا ہو۔ پھر ان دونوں سے عہد لیا کہ اگر ان کو خلیفہ منتخب کیا گیا تو وہ عدل کریں گے اور اگر ان کے اوپر دوسرے کو ولی قرار دیا گیا تو سمع وطاعت کا معاملہ کریں گے۔

اس عہد اور قول وقرار کے بعد پھر دونوں کو لیئے مسجد چلے گئے۔ جمعہ کی اذان ہوئی، اس روز حضرت عبدالرحمٰنؓ نے وہ عمامہ باندھا جو رسول ﷺ اللہ نے ان کو عطا فرمایا تھا، تلوار حمائل کی، مہاجرین وانصار میں سے اہم شخصیات کو خصوصی طور پر آدمی بھیج کر بلایا، جمعہ کی اذان ہوئی، مسجد کھچا کھچ بھر گئی اور لوگ ایک دوسرے سے پیوست ہو کر بیٹھے یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے لئے بیٹھنے کی جگہ بھی نہ رہی تو وہ آخری صف میں جا کر بیٹھ گئے کیونکہ ان کے اندر حیا کا مادہ زیادہ تھا۔ پھر عبدالرحمٰن بن عوفؓ منبر

پر چڑھے اور دیر تک کھڑے رہے اور ایک طویل دعا کی جو بہت سے لوگوں نے ازدحام کی وجہ سے نہیں سنی پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر بولے:

حضرات: میں نے آپ سے تنہائیوں میں آپ کی آراء معلوم کیں اور اعلانیہ طور پر بھی میں نے آپ میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا جو ان دونوں کے برابر کسی اور کو خلافت کا اہل سمجھتا ہو علیؓ ہوں یا عثمانؓ۔

لہٰذا علیؓ آپ کھڑے ہو جائیے اور میرے قریب آ جائیے۔ حضرت علیؓ ان کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

کیا آپ میرے ہاتھ پر عہد کرتے ہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے طریقہ پر خلافت کا کام کروں گا؟

حضرت علیؓ نے فرمایا: اس کا وعدہ نہیں کرتا لیکن اپنے امکان بھر خلافت کا حق ادا کرنے کی سعی وجہد کروں گا۔

عبدالرحمٰن نے ان کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر کہا عثمانؓ میرے پاس اٹھ کر آیئے: وہ آئے تو ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا آپ میرے ہاتھ پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق اور ابوبکرؓ وعمرؓ کے طریقہ پر چلنے کا عہد کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں

پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا (وہ اس وقت حضرت عثمانؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے) اور کہا اے اللہ! تو سن لے اور گواہ رہنا، اے اللہ! تو سن لے اور گواہ رہنا کہ میری گردن میں جو قلادۂ (خلافت) تھا وہ میں اتار کر عثمانؓ کی گردن میں ڈالتا ہوں۔ اس کے بعد لوگوں کی بھیڑ ہو گئی اور سب نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ عبدالرحمٰن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست پر بیٹھے رہے اور عثمانؓ کو منبر کی دوسری سیڑھی پر بٹھایا۔ لوگ آ کر بیعت کرتے رہے۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے بھی بیعت کی (سب سے پہلے یا سب سے آخر میں، اس میں اختلاف ہے)

(المرتضیٰ ص ۱۹۹۔۲۰۲۔ مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۸۸ء)

موصوفؒ ''اتباع سنت شیخین'' کی شرط کے تحت لکھتے ہیں:

حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے طرز خلافت سے سب لوگ مانوس تھے اور اس طریقہ کو پسند کرتے تھے اور ان کو اطمینان تھا کہ ان کا طرز عمل وہ بہترین طرز تھا جو خلافت نبوت کے لئے موزوں تھا اور اس راستہ میں تمام خطرات سے امان ہے اور اس میں انحراف اور کسی خطرہ کا اندیشہ نہیں۔ اس لئے جب حضرت عثمانؓ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بعد طریقۂ شیخینؓ کا نام لیا گیا تو وہ راضی ہو گئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی مطمئن ہو گئے۔

دوسری طرف حضرت علیؓ (جو خود کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بلند پایہ عالم اور اجتہاد کے اہل تھے) کو پورا حق تھا کہ اس شرط کو قبول نہ کریں لیکن یہ بات لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔ وہ شیخینؓ کے طریقۂ عمل کے خوگر اور شیدائی تھے اسی لئے انہوں نے حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ پر ترجیح دی کیونکہ انہوں نے کتاب وسنت کے ساتھ اسوۂ شیخینؓ کی پیروی کی شرط قبول کر لی۔

ہم نے مذکورہ بالا روایت (البدایۃ والنہایۃ از ابن کثیر جلد ۷ ص ۱۴۴۔۱۴۷) کو اس لئے ترجیح دی کہ یہ تمام روایتوں کی جامع ہے اور ان روایتوں کی بنیاد صحاح اور قابل اعتماد روایت پر ہے۔ (حوالہ مذکور ص ۲۰۱۔۲۰۲ بر حاشیہ)

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ موصوف کی پیش کردہ روایت اور توجیہ دونوں صحیح بخاری کی روایت اور نفس واقعہ کے خلاف ہے۔ قارئین کرام مذکورہ تفصیل کا تقابلی مطالعہ فرما کر خود ہی کوئی نتیجہ نکال لیں۔

معلوم نہیں کہ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے دست بردار ہونے کے بعد جب حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ دونوں خلیفہ کے انتخاب کا اختیار حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سپرد کر چکے تھے تو پھر تین دن اور تین رات تک مسلسل یہ مشاورت کس بات پر ہوتی رہی؟ جب مقابلے میں کوئی تیسرا امیدوار ہی نہیں تھا تو صحابہؓ وتابعینؒ سے یہ توقع کیوں کر ہو سکتی تھی کہ انہوں نے اس طویل مشاورت کے دوران میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ پر کسی تیسرے شخص کو ترجیح اور فوقیت نہیں دی؟

سخت حیرت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور دیگر صحابہؓ نے ایک عبث کام پر اپنا قیمتی وقت اور تمام تر صلاحیتیں صرف کر دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مشاورت صرف اسی ایک بات پر ہی ہوتی رہی کہ خلافت کے ان دونوں امیدواروں میں سے کس کو ترجیح دی جائے؟

چنانچہ اس سعی وجہد کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ ایک دو کے سوا صحابہؓ وتابعینؒ نے حضرت عثمانؓ کے حق میں اپنی رائے دی جس کی بناء پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان کی خلافت کا اعلان کر دیا۔

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی توضیح کے مطابق رائے عامہ تو دونوں کے حق میں یکساں و برابر تھی لیکن حضرت علیؓ نے چونکہ سنت شیخینؓ کے اتباع کی شرط تسلیم نہیں کی اس لئے وہ خلافت کے لئے منتخب نہیں ہو سکے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت علیؓ اس شرط کو قبول کر لیتے تو پھر فیصلہ ان ہی کے حق میں ہوتا۔

صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت علیؓ سے صاف طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ:

یا علی انی قد نظرت فی امر الناس فلم ارھم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبیلا. (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس رقم الحدیث ۷۲۰۷)

اے علیؓ! میں نے لوگوں کو دیکھا کہ عثمانؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے لہٰذا آپ میری طرف سے اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرنا۔

اسی طرح صحیح بخاری کی روایت سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بعد دوسرے نمبر پر حضرت علیؓ کا بیعت کرنا بھی ثابت ہے۔ان کا آخر میں بیعت کرنا یقیناً محلِ نظر ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے پہلے حضرت علیؓ کا ہاتھ تھام کر ان سے یہ اقرار لیا کہ: اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں گا تو آپ عدل وانصاف کریں گے اور اگر میں عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں گا تو آپ ان کا حکم سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے۔

الغرض جب دونوں حضرات سے اقرار لے چکے تو کہنے لگے:

ارفع یدک یا عثمانؓ فبایعه فبایع له علی و ولج اھل الدار فبایعوہ

اے عثمانؓ اپنا ہاتھ اٹھایئے پس انہوں نے ان سے بیعت کی پھر حضرت علیؓ نے ان سے بیعت کی اور سب مدینے والے بھی اس عمل میں شریک ہو گئے اور انہوں نے بھی ان سے بیعت کر لی۔

حضرت عثمانؓ کے انتخاب سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ وہ شیخینؓ کے بعد پوری امت میں سب سے افضل ہیں کیونکہ انتخابی کمیٹی کے چیئرمین حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ گواہ ہے کہ میں تم میں سے افضل شخص کو منتخب کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔(صحیح بخاری حوالہ مذکور) صحیح بخاری کی روایت سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی ہے کہ:

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خلافت کے دونوں امیدواروں کے سامنے سنت شیخینؓ کے اتباع کی کوئی شرط نہیں رکھی (کہ جس کے انکار سے حضرت علیؓ خلیفہ منتخب نہیں ہو سکے) بلکہ خود حضرت عبدالرحمٰنؓ نے بیعت کرتے وقت یہ الفاظ استعمال کیے کہ:

ابا یعک علی سنة اللّٰہ و سنة رسوله و الخلیفتین من بعدہ

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس رقم الحدیث ۷۲۰۷)

میں اللہ، اس کے رسولؐ اور ان کے بعد دو خلیفوں (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) کی سنت پر آپ سے بیعت کرتا ہوں۔

مولانا محمد نافع مدظلہ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی صلح

اس مقام میں مؤرخین کی روایات بہت کچھ متفاوت ہیں لیکن یہاں محدثین کی روایات پیش کی جاتی ہیں تاکہ اصل حقیقت حال سامنے آسکے۔ چنانچہ بخاری شریف میں کتاب الصلح کے تحت حسن بصری کی روایت درج ہے وہ پیش کی جاتی ہے۔

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ: حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر اور جیوش باہم متقابل ہوئے جو پہاڑوں کی مانند تھے۔ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرمایا کہ یہ لشکر اور عساکر ایک دوسرے کو قتل کیے بغیر پسپا ہونے والے نہیں۔

حسن بصری کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، اللہ کی قسم خیر الرجلین تھے یعنی سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے۔ انہوں نے سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر ایک فریق دوسرے کو قتل کر ڈالے اور دوسرا فریق پہلے قتل کر دے تو لوگوں کے معاملات کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ عورتوں، بچوں اور کمزور لوگوں کی نگہداشت کون کرے گا؟ یعنی اس صورت میں تو یہ لوگ ضائع اور برباد ہو جائیں گے۔

ان حالات کے پیش نظر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنی عبد شمس کے دو افراد عبد الرحمٰن بن سمرۃ اور عبد اللہ بن عامر کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر صلح نامہ پیش کیجیے اور ان کو صلح پر آمادہ کیجیے۔

ان دونوں حضرات نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر صلح کے مسئلے پر گفتگو کی اور صلح کی دعوت دی۔ اس پر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو فرمایا کہ ہم بنو عبد المطلب ہیں (اپنے اہل وعیال، اقرباء اور خدام پر بخشش اور کرم کرنا ہماری جبلت میں ہے اور اس مال سے ہم ان سب کے حقوق ادا کرتے ہیں) ان حالات میں اُمت میں بہت انتشار اور فساد واقع ہو گیا ہے۔ اس پر ان دونوں بزرگوں نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ضروریات اور تقاضے پورے کیے جائیں گے اور مطالبات تسلیم کیے جائیں گے۔ تو جناب حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان وعدوں کے ایفاء کا ذمہ دار کون ہوگا؟

تو انہوں نے کہا کہ ہم ذمہ دار ہیں۔

اس کے بعد مسئلہ خلافت میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔

صلح کی پیش گوئی:

حسن بصری کہتے ہیں کہ یہ صلح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کا مصداق ہے جو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمائی تھی اس وقت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں (ایام طفولیت میں) حضرت حسن رضی اللہ عنہ منبر پر ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے دوران کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ہم لوگوں کی طرف التفات فرماتے۔ اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے، اُمید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔

فصالحه قال الحسن (البصری) ولقد سمعت ابا بكرة يقول رأيت رسول اللّٰه صلّی اللّٰه عليه وسلّم علی المنبر والحسن بن علی الی جنبه وهو يقبل علی الناس مرة و عليه اخری و يقول ان ابنی هذا سيد و لعل اللّٰه ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين.

(بخاری شریف، ص:۳۷۲، جلد: اوّل تحت کتاب الصلح باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ابنی ہذا سید......الخ)

شرائط صلح کی وضاحت:

سابقہ سطور میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی باہم مصالحت کا بیان جاری ہے۔ اسی سلسلہ میں شارحین حدیث نے جو اس کی وضاحت ذکر کی ہے وہ قارئین کے فائدہ کے لیے درج کی جاتی ہے۔

حافظ ابن حجر شرح بخاری فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ:

قال ابن بطال سلم الحسن لمعاوية الامر و بايعه علی اقامة كتاب اللّٰه و سنة نبيه و دخل معاوية الكوفة و بايعه الناس فسميت سنة الجماعة لاجتماع الناس و انقطاع الحرب و بايع معاوية كل من كان معتزلا للقتال كابن عمر وسعد بن ابی وقاص و محمد بن مسلمة و اجاز معاوية الحسن بثلثمائة الف و الف ثوب وثلاثين عبدا و مائة جمل و انصرف الی المدينة و ولی معاوية الكوفة المغيره بن شعبة والبصرة عبداللّٰه بن عامر و رجع الی دمشق.

(فتح الباری شرح بخاری لابن حجر عسقلانی، ص:۵۳، جلد:۱۳ تحت باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی، ان ابنی ہذا السید......الخ کتاب الفتن۔ طبع قدیم مصر)

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ:

ابن بطال نے کہا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کا معاملہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سپرد کر دیا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس شرط پر بیعت کر لی کہ اللہ کی کتاب اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو قائم کیا جائے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ میں داخل ہوئے اور لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت کی۔ لوگوں کے اجتماع اور انقطاع جنگ کی وجہ سے اس سال کو اتفاق اور جماعت کے سال سے موسوم کیا گیا اور جو حضرات قتال ہٰذا سے الگ رہے تھے ان لوگوں نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت کر لی مثلاً عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم۔ وغیرہم

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تین لاکھ درہم نقد ایک ہزار پوشاک کا کپڑا اور تیس غلام اور ایک سو اونٹ دیے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی طرف واپس تشریف لائے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوفہ پر سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور بصرہ پر سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو والی مقرر کیا اور خود دمشق کی طرف واپس تشریف لائے۔

اسی مضمون کو حافظ الذہبیؒ نے اپنی مشہور تصنیف ”سیر اعلام النبلاء“ کے صفحہ ۹۱ جلد ثالث تحت معاویہ بن ابی سفیان میں بھی درج کیا ہے۔

اس سے ضمنی طور پر یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دونوں ایک قرآن پر یقین رکھتے تھے اور دونوں کے سنت قائمہ ایک ہی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اگر کسی اور قرآن کے قائل ہوتے جو ترتیب نزول پر جمع کیا گیا ہو تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اس قرآن پر عمل کرنے کی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دیتے۔

تاریخ مصالحت:

کبار علماء کرام نے صلح ہٰذا کے متعلق ذکر کیا ہے کہ مشہور قول کے مطابق اواخر ربیع الثانی ۴۱ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مصالحت ہوگئی اور ایک امام اور ایک خلیفہ پر اہلِ اسلام کے مجتمع ہونے کی وجہ سے اس سال کو عام الجماعۃ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

و تسليم معاوية الخلافة فی اخر ربيع الاخر و سمی عام الجماعة لاجتماعهم علی امام و هو عام واحد و رابعين. (۴۱ھ)

(سیر اعلام النبلاء للذہبی، ص: ۹۶۔ جلد: ۳ تحت معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما)

مقاصد صلح ومصالحت:

جناب سیدنا حسن بن علی المرتضٰی رضی اللہ عنہما کا جناب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ساتھ امر خلافت میں صلح ومصالحت کرنا اور بیعت خلافت کر لینا تاریخ اسلام میں ایک غیر معمولی واقعہ ہے جناب موصوف کا یہ اہم کارنامہ ہے جو ملت اسلامیہ کی منفعت کے لیے سرانجام دیا۔

☆ اس کی وجہ سے قتال بین المسلمین کا اختتام ہوا، ایک عرصہ سے اسلام کی دو عظیم جماعتیں جو باہم برسرپیکار تھیں ان کا اختلاف رفع ہوگیا اور انتشار ختم ہوگیا۔

☆ مسلمانوں کی جو اجتماعی قوت منتشر ہوگئی تھی وہ ایک بار پھر مجتمع ہوگئی۔

☆ اقتدار کے مسئلہ میں جو مسلمانوں کے درمیان عناد قائم ہوگیا تھا وہ دور ہوگیا۔

یہ اتنا عظیم کام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی مصالحانہ طبع کی وجہ سے سرانجام پایا اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی صداقت کا نشان ٹھہرا اور جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا ظہور ہوا۔

چنانچہ ذیل میں چند تاریخی حوالہ جاتے درج کیے جاتے ہیں جن میں آنجناب کے مؤقف کی کامل وضاحت پائی جاتی ہے۔

والمحفوظ ان کلام الحسن الاخیر انما وقع بعد الصلح والاجتماع کما اخرجه سعید بن منصور والبیهقی فی الدلائل من طریقه و من طریق غیره بسندهما الی الشعبی قال لما صالح الحسن بن علی معاویة قال له معاویة قم فتکلم. فقام فحمد اللّٰه واثنی علیه ثم قال اما بعد فان اکیس الکیس التقی ان اعجز العجز الفجور الا وان هذا الامر الذی اختلفت فیه انا و معاویة حق لامری کان احق به منی او حق لی ترکته لارادة اصلاح المسلمین و حقن دمائهم وان ادری لعله فتنة لکم ومتاع الٰی حین ثم استغفر و نزل.

(فتح الباری شرح بخاری لابن حجر، ص:۵۳، جلد:۱۳ تحت قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی......الخ)

یعنی......شعبی کہتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح و مصالحت ہوگئی تو جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ لوگوں میں کھڑے ہوکر خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیجیے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر حمد وثنا کے بعد فرمایا جس کا ماحصل یہ ہے کہ:

☆ زیادہ دانش مند وہ ہے جو متقی وپرہیزگار ہے۔

☆　زیادہ عاجز وہ ہے جو فاجر اور نافرمان ہے۔

☆　اس خلافت کے مسئلہ میں میرے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف واقع ہوا۔ اس معاملہ میں زیادہ حق دار میں ہوں یا وہ بہر حال میں اہل اسلام کے اصلاح کی خاطر اور ان کی خونریزی کی حفاظت کے لیے اپنا حق ترک کرتا ہوں...... پھر استغفار فرمایا اور منبر سے نیچے تشریف لائے۔

اسی نوع کی متعدد روایات اس مقام میں پائی جاتی ہیں جن میں مذکور ہے کہ جب جناب حسن رضی اللہ عنہ کوفہ میں واپس تشریف لائے تو ایک شخص ابو عامر نے آپ سے خطاب کرتے ہو کہا:

السلام علیک یا مذلّ المؤمنین۔ یعنی آپ پر سلام ہو اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے! تو جواب میں جناب حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو عامر! ایسا مت کہو میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے والا ہرگز نہیں ہوں۔ میں نے اپنے ملکی اقتدار کی خاطر مومنوں کے قتل کرنے کو مکروہ جانا (اور انہیں خونریزی سے بچالیا)

فلما قدم الحسن بن علیؓ عَلَی الکوفة قال له رجل منا یقال له ابو عامر سفیان بن لیلی وقال ابن الفضل سفیان بن اللیل السلام علیک یا مذل المؤمنین قال لا تقل ذاک یا ابا عامر لست بمذل المومنین و لکنی کرهت ان اقتلهم علی الملک.

(کتاب المعرفة والتاریخ للبسوی، ص: ۳۱۷، جلد: ۳، تحت خلافت معاویہ بن ابی سفیان)

☆......☆......☆

امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

اُموی دورِ حکومت کا تاریخی تجزیہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ساتھ ''السابقون الاوّلون'' کا دورِ اقتدار ختم ہوتا ہے اور اب عربوں کی ''قومی حکومت'' شروع ہوتی ہے، جب اسلام کی تحریک کی حفاظت عربوں نے اپنا قومی مسئلہ بنالیا تو ظاہر ہے کہ اسلام سے پہلے قریش کے جس خاندان کے ہاتھ میں اقتدار تھا وہ برسرِ عروج ہوتا، یہی وجہ ہے کہ عربوں کی قومی حکومت کی قیادت بنو اُمیّہ کو ملی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت مسلمان عربوں کی ''قومی حکومت'' کا بہترین نمونہ تھی اور اس میں شک نہیں کہ وہ مسلمان عربوں کے بہت بڑے آدمی تھے، عام عربوں کا رجحان بنو ہاشم کے مقابلہ میں اُمویوں کی طرف زیادہ تھا اور اس کے اپنے اسباب ہیں، خلافتِ راشدہ کے بعد امویوں کا اقتدار میں آنا، اموی دور اسلام کی بین الاقوامی تحریک کے ارتقاء کی ایک لازمی کڑی کا حکم رکھتا ہے۔

ہمارے تاریخ نگاروں نے بنواُمیّہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور بنواُمیّہ کے سیاسی مخالفوں نے بھی جو بعد میں ان کے تخت وتاج کے وارث بنے اُنہیں بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا۔ پہلے ہم بھی بنواُمیّہ کے خلاف اپنے مؤرخوں کی باتیں پڑھ کر متاثر ہوجاتے تھے لیکن اب جو ہم نے دنیا کی انقلابی تحریکوں کا بغور مطالعہ کیا اور ایک انقلابی تحریک کو جن جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے ان کو جانا تو ہم پر اُموی دور کی اصل حقیقت واضح ہوگئی۔

ہم نے بنواُمیّہ کی غلطیوں کو تو خوب اچھالا لیکن ان کی حکومت کی جو اچھائیاں تھیں ان کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام لیا۔ بے شک اُمویوں نے اسلامی حکومت کو قومی اور عربی رنگ دیا لیکن انہوں نے اسلام کے بین الاقوامی فکر کو اپنی حکومت کے تابع نہ بنایا، چنانچہ عہدِ اُموی میں اسلام کا سیاسی مرکز دمشق تھا لیکن ذہنی اور علمی مرکز مدینہ ہی رہا، دوسرے لفظوں میں اسلامی فکر کی بین الاقوامیت بحال رہی۔ (مطبوعہ: ماہنامہ ''دارالعلوم'' دیوبند، ستمبر ۱۹۹۲ء)

مولوی احمد اللہ شاہ

سلف صالحین کا اخلاص اور صدق

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور اور علما کے نزدیک متداول حدیث مبارکہ میں تین زمانوں کو بہترین زمانے قرار دیا گیا ہے۔ وہ تین زمانے عہدِ صحابہ، عہدِ تابعین اور عہدِ تبع تابعین ہیں۔ ان تین مقدس اور مبارک زمانوں کے محترم انسانوں کو اہل سنت کے ہاں سلفِ صالحین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور اہلِ سنّت والجماعت کے تمام مکاتب فکر اور گروہوں کے ہاں اس مدت زمانی کی بابرکت شخصیات کی امامت وسیادت مسلّم ہے۔

سلفِ صالحین علیہم الرضوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین حنیف کو کما حقہ سمجھا اور پھر ان تعلیمات الٰہیہ کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے دین کے سب سے پہلے حاملین اور المؤمنون والمسلمون کے القاب عالیہ کے اوّلین مصداق ہوئے یہ وہ عظیم افراد ہیں جو رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کے لیے اسوۂ عمل اور نمونۂ اقتدا ہیں۔

زیرِنظر مضمون ایک عربی تصنیف ''این نحن من اخلاق السلف'' (سلف صالحین کے اخلاق فاضلہ کے مقابلے میں ہم کہاں کھڑے ہیں؟) مؤلفہ: عبدالعزیز بن ناصر الجلیل اور بہاؤ الدین بن فاتح عاقل کے کچھ منتخب مقامات کا ترجمہ ہے۔ فاضل مؤلفین نے اس کتاب میں یہ التزام کیا ہے کہ تاریخ واسماء الرجال کے امامِ کبیر حضرت امام ذہبی کی تصنیف ''سیر اعلام النبلاء'' اور علم الجرح والتعدیل کے مشہور ومعروف امام علامہ ابن جوزی کی تصنیف لطیف ''صفۃ الصفوۃ'' سے ہی واقعات جمع کیے گئے ہیں تاکہ اکٹھی کی گئی معلومات کی ثقاہت وصداقت محفوظ ترین مآخذ سے ہی لی جائے۔

☆ بکر بن ماعز سے روایت ہے کہ امام ربیع بن خُثَیم کو اپنی قوم کی مسجد میں کبھی نفلی عبادات ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (وہ نوافل کو ہمیشہ چھپا کر ادا کرتے تھے) ایک دفعہ کے سوا (کہ ایک بار مسجد میں نفل نماز پڑھ لی)

(صفۃ الصفوۃ، جلد: ۳، ص: ۶۱)

☆ حضرت سفیان سے روایت ہے، کہتے ہیں مجھے امام ربیع بن خُثَیم کی ایک خادمہ نے بتایا کہ ربیع کے تمام اعمال اخفاء کے ساتھ ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ اگر وہ قرآن مجید کھول کر مشغولِ تلاوت ہوتے اور کوئی شخص آجاتا تو وہ مصحف کو اپنے کپڑے سے ڈھانپ کر چھپا دیتے۔ (ایضاً)

☆ منذر سے روایت ہے کہ حضرت ربیع نے فرمایا: ''ہر وہ کام جس سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات بابرکات کے

علاوہ کچھ بھی اور مقصود ہو وہ کام ہلاک ہو جانے والا ہے۔ (ایضاً)

☆ ابوحمزۃ الثمالی سے روایت ہے کہ امام علی بن الحسین رضی اللہ عنہ (زین العابدین) روٹیوں کے تھیلے رات کے وقت اپنی کمر پر لاد کر اس میں سے صدقہ کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے: ''چھپا کر صدقہ کرنا ربّ عزوجلّ کے غصے (کی آگ) کو بجھا دیتا ہے۔'' (صفۃ الصفوۃ، جلد:۲، ص:۹۶، نیز یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں بھی مذکور ہے۔)

☆ عمرو بن ثابت سے روایت ہے کہتے ہیں: ''جب حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو انہیں غسل دینے والوں نے ان کی کمر مبارک پر سیاہ لکیروں کے نشان دیکھے، تو پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ تو (قریبی) لوگوں نے بتایا کہ وہ (یعنی امام زین العابدین علی رحمہ اللہ) آٹے کی بوریوں کو رات کے وقت کمر پر لاد کر فقراءِ مدینہ کو صدقہ کیا کرتے تھے۔''

(صفۃ الصفوۃ، جلد۲، ص:۹۶)

☆ ابن عائشہ سے روایت ہے کہتے ہیں میرے والد نے کہا کہ میں نے اہلِ مدینہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی شخص (ہمارے فقراء پر) چپکے سے صدقہ کیا کرتا تھا (معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ کون ہے) حتی کہ حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو وہ صدقہ رک گیا۔ (تب معلوم ہوا کہ یہ ان کی سخاوت تھی) (ایضاً)

☆ محمد بن مالک بن ضیغم سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میرے آقا ابوایوب نے مجھے یہ حدیث سنائی کہ ایک دن حضرت ابو مالک ان سے کہنے لگے: ''اے ابوایوب اپنے آپ کے خلاف اپنے آپ سے ڈرنا چاہیے، میں نے دیکھا ہے کہ اس دنیا میں مومنوں کی پریشانیاں ختم ہونے والی نہیں، اللہ کی قسم اگر آخرت بھی کسی مومن کے لیے خوشی کا سبب بن کر نہ آئی تب تو اس پر دو باتیں اکٹھی ہوگئیں، دنیا کی پریشانی اور آخرت کی بدبختی۔'' (ابوایوب) کہتے ہیں میں نے کہا: ''میرے باپ آپ پر قربان! آخرت کیوں نہ خوشی کا سبب بن کر آئے گی جب اس دنیا میں اللہ رضا کی خاطر تھکاوٹوں اور تکلیفوں کو برداشت کرنے کی عادت اختیار کی گئی ہو؟'' فرمانے لگے: ''اے ابوایوب قبولیت کا کیا ہوگا؟ (یعنی کیا پتہ یہ تکلیفیں اٹھانا قبول ہو یا نہ ہو) اور سلامتی کا کیا ہوگا؟'' (یعنی اللہ کی طرف سے ہر لمحہ ملنے والی سلامتی کی نعمت کے بدلے میں ہم نے کیا ادا کیا ہے جو اپنی تکلیفوں کو کسی شمار قطار میں سمجھیں) پھر فرمانے لگے: ''کتنے ہی لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے حال کی اصلاح کر لی ہے، اپنی عبادتوں کو سنوار لیا ہے، اپنے ارادوں کو درست کر لیا ہے اور اپنے اعمال کو ٹھیک کر لیا ہے حالانکہ یہ سب کچھ قیامت کے دن اکٹھا کر کے ان کے منہ پر مار دیا جائے گا۔''

(صفۃ الصفوۃ، جلد:۳، ص:۳۶۰)

☆ امام ذہبی کہتے ہیں ہمیں احمد نے حدیث بیان کی انہیں حماد نے اور وہ امام ایوب سے روایت کرتے ہیں کہ

انہوں نے فرمایا: ''میں نے یہاں (بڑے بڑے) لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ہر بات میں یہی کہا کرتے تھے کہ ''اگر اللہ نے فیصلہ کیا ہے اور اگر اللہ نے ایسا مقدر کیا ہے تو'' (یعنی ہر کام کو اللہ کی مرضی سے مشروط سمجھتے تھے) اور (امام ایوب) فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ اگر زہد اختیار کرے تو اپنے زہد کو لوگوں کے لیے عذاب نہ بنائے۔ بے شک آدمی کا اپنے زہد کو چھپانا اس کے اظہار سے افضل ہے۔'' (سیر اعلام النبلاء، جلد:۶، ص:۱۹)

☆　حضرت جعفر بن برقان سے روایت ہے کہ مجھے حضرت یونس بن عبید کی نیکی اور صلاح وفضل کی باتیں پہنچیں تو میں نے انہیں خط لکھا: ''یا اخی مجھے آپ کے فضل وصلاح کی خبریں پہنچی ہیں تو میرا دل چاہا کہ میں آپ کو خط لکھوں، آپ جوابی خط میں اپنے (تفصیلی) حالات لکھ بھیجئے۔''

ان کا خط آیا (تو اس میں لکھا تھا) ''مجھے آپ کا خط ملا۔ آپ نے مجھ سے اپنے حالات لکھ بھیجنے کا مطالبہ کیا ہے۔ (تو سنیے) میں آپ کو بتاؤں کہ میں نے اپنے نفس کے سامنے یہ بات رکھی کہ دوسروں کے لیے وہی بات پسند کروں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور اس بات کو دوسروں کے لیے بھی مناسب نہ سمجھوں جو خود کے لیے ناگوار ہو تو میرا نفس اس کیفیت و حالت سے کوسوں دور ہے، پھر میں نے اپنے نفس پر یہ بات پیش کی کہ دوسروں کے تذکرے کو بالکل ترک کر دوں صرف خیر کی باتوں کا ہی ذکر کروں تو میں نے دیکھا کہ یہ عمل میرے نفس پر بہت دشوار ہے۔ اتنا شدید اور سخت دشوار کہ شہر بصرہ میں گرمیوں کے موسم کے دوران جب چلچلاتی دھوپ پڑے جس میں پرندے بھی گھونسلہ چھوڑ دیں تو مجھے ایسے سخت موسم میں روزہ رکھنا لوگوں کا تذکرہ ترک کرنے (کے اس عمل) کی بنسبت زیادہ آسان اور سہل محسوس ہوتا ہے۔ لہٰذا یا اخی! یہ ہیں میرے حالات، والسلام۔'' (صفۃ الصفوۃ، جلد:۳، ص:۳۰۳)

☆　محمد بن مثنیٰؒ کہتے ہیں ہمیں عبداللہ بن سنان نے حدیث بیان کی ان کا کہنا ہے کہ میں حضرت امام عبداللہ بن مبارک اور حضرت معتمر بن سلیمان کے ہمراہ طرسوس میں تھا کہ لوگوں میں جہاد کے نفیر کا اعلان ہوا۔ تو حضرت عبداللہ بن مبارک بھی لوگوں کے ساتھ مل کر جہاد کے لیے نکلے۔ جب دونوں لشکر صف بند ہو گئے تو ایک رومی نکلا اور مبارزت طلب کی۔ مسلمانوں کی طرف سے ایک صاحب آگے بڑھے، اس عجمی پہلوان نے ان پر بہت زوردار حملہ کیا اور انہیں شہید کر دیا۔ یہاں تک کہ (یکے بعد دیگرے) چھ مسلمان مجاہد شہید ہو گئے۔ تو وہ رومی کافر دونوں لشکروں کی صفوں کے درمیان بڑے فخر وتکبر سے چلنے لگا اور مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلے کے لیے نکلتا نہ تھا۔ ایسے میں عبداللہ بن مبارک میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: ''اے فلاں اگر میں آج قتل کر دیا جاؤں تو تم ایسا کرنا اور ویسا کرنا (یعنی وصیت فرمائی) پھر اپنی سواری کو حرکت دی اور رومی کافر کی دعوت مبارزت قبول کرتے ہوئے میدان میں نکل آئے۔ کچھ دیر تو دونوں آپس

میں گتھم گتھا رہے پھر انہوں نے اس عجمی پہلوان کو قتل کر دیا اور لشکرِ کفار کو دعوت دی کہ ان سے انفرادی مقابلے کے لیے آدمی بھیجیں تو ان کی پکار پر ایک اور کافر نکل آیا، آپ نے اسے بھی قتل کر دیا یہاں تک کہ چھے کافر جنگجو قتل کر دیے۔ اور یہ مبارزت کی لڑائی کافی دیر جاری رہی یہاں تک کہ ایسا محسوس ہونے لگا کہ کفار کا لشکر حضرت عبداللہ بن مبارک سے ڈر گیا (اور ادھر سے مقابلہ پر آنے کے لیے آدمیوں کا نکلنا بند ہو گیا) تو انہوں نے اپنی سواری کو ہنکایا اور صفوں کے درمیان گم ہو گئے۔ اور ایسے گم ہوئے کہ ہمیں ان کا کچھ پتہ نہ تھا کہ وہ کہاں گئے۔ میں اپنی اسی جگہ پر ہی کھڑا ہوا تھا کہ وہ میرے پاس آئے اور فرمایا: ''اے عبداللہ اگر تم نے کسی کو اس بارے میں کچھ بتایا (یعنی ان کے اس دن کے بے مثل جہاد اور بہادری کے بارے میں) اور میں زندہ ہوا تو......'' پھر انہوں نے ایک (سخت) لفظ کہا۔ (یعنی شدت سے منع کر دیا کہ میں کسی کو نہ بتاؤں) (سیر اعلام النبلاء، جلد: ۸، ص: ۴۰۹۔۴۰۸)

☆ جُبیر بن نفیر حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انہوں نے سنا کہ جب حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نماز کے آخر میں پہنچے تو نفاق و منافقت سے اللہ کی پناہ مانگی اور پھر بار بار اللہ سے نفاق سے بچا لینے کی دعا کرتے رہے۔ جُبیر نے کہا یا ابا درداء آپ کا اور نفاق کا کیا تعلق؟ (کہ آپ تو صحابی رسول اور ایسے مخلص اور پکے ایمان وعمل والے مومن ہیں) کہنے لگے: ''یہ بات نہ کہو، یہ بات نہ کہو، (یعنی مجھے یہ دعا مانگنے سے مت روکو) دیکھو! اللہ کی قسم آدمی ایک لمحے میں اپنے دین سے پھر سکتا ہے۔ اور پھر دین (اور دین کی سب فضیلتیں) اس سے چھین لی جاتی ہیں۔''
(سیر اعلام النبلاء، جلد: ۶، ص: ۳۸۳)

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37122981-37217262

حُسنِ مطلق لا مثال لہٗ

پروفیسر محمد رفیق اذفرؔ

صحنِ افلاک میں نیرنگ کھلائے تُونے
اپنی زیبائی کے آثار دکھائے تُونے

مہرِ ضَو بار میں ذرے میں ھَبا کے دل میں
نورِ اِجلال کے اَسرار چھپائے تُونے

اپنے محبوب ﷺ کی خاطرِ عاطر کے لیے
گل، گلستان و چمن زار سجائے تُونے

حُسنِ مطلق کی خود ایک جھلک دیکھنے کو
چشمِ بینا کے حسیں دیپ جلائے تُونے

کَنزِ مخفی جلی جلوہ نمائی کے لیے
کِشتِ آفاق میں خورشید اگائے تُونے

ساری مخلوق ہے سیراب کرم سے تیرے
رحمتِ عامہ کے دریا وہ بہائے تُونے

ایک کلمے کے عوض خُلدِ بریں، حُسنِ لَقا
اپنے بندوں کے بھی کیا ناز اٹھائے تُونے

”قل ہو اللہ احد“ نغمۂ یکتائی ہے
بسکہِ انمول ہیں جو بول سنائے تُونے

لاکھ پردوں میں چھپا کر رُخِ زیبائے اَحَد
وَحدتِ نُور کے انوار کھلائے تُونے

مُشکِ اذفرؔ سے سِوا بُوئے وفا دے دے کر
سینے عُشّاق کے خوشبو میں بسائے تُونے

حق

ڈاکٹر امتیاز احمد عباسی

ہے علم سے عرفانِ حق
اور ذکر سے وجدانِ حق

دعوت سے ہے فیضانِ حق
اور جہد وجہ شانِ حق

تصنیف سے حفظانِ حق
حکمت بھی ہے میدانِ حق

لازم ہے سب کا احترام
ہیں سب کے سب اعیانِ حق

ہر اک کو رکھ دل سے عزیز
ہر سمت ہیں مردانِ حق

منسوب ہیں محبوب سے
پھر کیوں نہ ہوں عنوانِ حق

حق کا مساعد حق ہے بس
حق سے جفا نقصانِ حق

بے روح جس بن ہر عمل
اخلاص قلب و جانِ حق

حق حق کہو حق حق کرو
حق حق میں ہے رضوانِ حق

مرا اُن کے بعد کوئی نہیں!

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سلیم کوثر

وہی ذکرِ شہرِ حبیب ہے وہی رہ گزارِ خیال ہے
یہ وہ ساعتیں ہیں کہ جن میں خود کو سمیٹنا بھی محال ہے

یہی اسم ہے بجز اُس کے کوئی بھی حافظے میں نہیں مرے
یہی اسم میری نجات ہے یہی اسم میرا کمال ہے

یہی دن تھے جب کوئی روشنی مرے دل پہ اُتری تھی اور اب
وہی دن ہیں اور وہی وقت ہے وہی ماہ ہے وہی سال ہے

یہاں فاصلوں میں ہیں قُربتیں، یہاں قُربتوں میں ہیں شدّتیں
کوئی دور رہ کے اویسؓ ہے، کوئی پاس رہ کے بلالؓ ہے

☆ تیرا اُن کے بعد بھی ہے کوئی مرا اُن کے بعد کوئی نہیں
تجھے اپنے حال کی فکر ہے مری عاقبت کا سوال ہے

وہ ابھی بُلائیں کہ بعد میں مجھے محو رہنا ہے یاد میں
میں صدائے عشقِ رسولؐ ہوں مرا رابطہ تو بحال ہے

☆......☆......☆

☆ منکرین ختمِ نبوت (مرزا قادیانی اور اس کی ذریۃ البغایا)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

ترے حُضور جو اک مجھ کو رات مل جائے
عذابِ حشر سے مجھ کو نجات مل جائے

میں اپنے ہاتھ سے تقدیر خود لکھوں اپنی
ترے کرم سے قلم اور دوات مل جائے

میں سطحِ آب پر مثلِ حباب ہوں، لیکن!
تری نگاہ سے مجھ کو ثبات مل جائے

گدائی آپ کے در کی بساط ہے اپنی
یہ آرزو تو نہیں کائنات مل جائے

اگر ہو بُغض دلوں میں تو وہ رہے پنہاں
اگر ہو پیار تو پھر شش جہات مل جائے

میں ایک عمر سے اس در پہ ہوں کھڑا تائبؔ
بعید کیا ہے کرم کی زکوٰۃ مل جائے

☆......☆......☆

منقبت

پروفیسر خالد شبیر احمد

خلیفۂ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اُمّت میں سب سے بڑھ کر ہیں صدیقؓ محترم
سر جن کے در پہ عشق بھی کرتا ہے اپنا خم

ہے دھوم جن کے نام کی شرق اور غرب میں
جن کی حیات و ذات نہیں معجزے سے کم

سارا ہی گھر حضور ﷺ کے قدموں پہ لا رکھا
کس درجہ اوج پر ہے یہ ایثار ذی حشم

ہر امتحاں کے وقت میں ثابت قدم رہے
کفار اُن پہ ڈھاتے رہے گرچہ سو ستم

سرکار کے مزاج سے کیا آشنا تھے آپ
تھاما جنہوں نے ختمِ نبوّت کا بھی علم

تقلید میں حضور کی صدیق ہیں مثال
نام اس لیے بھی آپ کا ہے عرش پہ رقم

ہے غار ثور آپ کی عظمت کی ترجماں
خلوت تھی، رب تھا، آپ تھے یا پھر شہِ اُمم

وہ سرخرو دونوں جہانوں میں بالیقیں
آتی ہے دل سے میرے صدا یہی دم بدم

اک دھوم سے مچی ہے یہاں اُن کے نام کی
گُن گا رہے اُن کے عرب ہوں کہ یا عجم

منکر تھے جو زکوٰۃ کے اُن سے کیا قتال
اُن کی وفا پہ کھاتا ہے خود دین بھی قسم

سرکار مصطفیٰ ﷺ کے ہیں صدیقؓ جانشین
رتبہ نہ اُن کا ہو گا کسی طور اس سے کم

یہ بھی تو میری اُن سے عقیدت کا ہے صلہ
ہے لب پہ اُن کا نام تو آنکھیں ہیں میری نم

فاروقؓ ذی وقار تھے صدیقؓ کے وزیر
عثمانؓ اور علیؓ بھی تھے ہمراز و ہمقدم

میں کس طرح بیاں کروں اُن کی شان کو
قدموں کے جن کی خاک ہیں ہم سب کے اَب و عم

خالدؔ تو اور مدحتِ صدیق کا خیال
ہے حرف حرف گنگ تو عاجز ہے یہ قلم

رس گھولتا ہے کانوں میں اقبال کا یہ شعر
علم و ادب کی دنیا کا شہکار ذی حشم

''پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے خدا کا رسول بس''

☆......☆......☆

چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پُر ملال پر

اکبر لاہوری

ہوتے ہیں پیدا بہت ماں باپ کے گھر میں پسر
شیر افضل حق مگر ملت کے گھر پیدا ہوا

ہم میں تھے گو چوڑے چوڑے سینوں والے بے شمار
کون اُس جیسا مگر سینہ سپر پیدا ہوا

اُس کے مرنے کا اثر قلبِ بخاری پر نہ پوچھ
سنتے ہیں اُس شیر کو ضعفِ کمر پیدا ہوا

اُس کے صبرِ بے زباں کی منہ سامانی تو دیکھ
چہرۂ دشمن پہ بھی غم کا اثر پیدا ہوا

کچھ نہ اکبر سے ہوا ملّت کی خدمت کے لیے
کیا ہوا ملّت کا گر اِک نوحہ گر پیدا ہوا

☆......☆......☆

(۱۰ر جنوری ۱۹۴۲ء)

☆انتقال: ۸ر جنوری ۱۹۴۲ء

پروفیسر خالد شبیر احمد
قسط:۳۱

ورق ورق زندگی

ان حضرات نے جن کا ابھی تذکرہ ہوا، مجھے جو کچھ عطا کیا وہ میں ضبطِ تحریر میں نہیں لاسکتا نہ اُسے بیان کرنے پر مجھے دسترس حاصل ہے۔ میں تو محض ہا کی کھیلتے کھیلتے لیکچرار بن گیا علم و ادب سے میرا دامن خالی تھا۔ انھی صاحبانِ علم حضرات کی صحبت سے مجھ میں یہ حوصلہ ہوا کہ آج میں نظم ونثر میں اپنے خیالات ومحسوسات کو بیان کرنے کی جسارت کرسکتا ہوں۔ اس احسان پر میں ان تمام حضرات کا تہہِ دل سے ممنون ہوں۔ بلکہ کبھی کبھی تو میں خود حیران ہوتا ہوں کہ ان اہلِ علم حضرات اور میرے درمیان آخر کیا قدرِ مشترک تھی جس نے ہمیں یک جان دو قالب کر رکھا تھا۔ ایک دفعہ میں نے یہی سوال جابر علی سید سے کیا تو کہنے لگے ''کل سوچ کر جواب دوں گا''۔ یہ اُن کا مخصوص انداز تھا۔ میں نے کہا اس میں سوچنے کی ایسی کیا بات ہے کہ آپ ایک دن بعد کا وقت دے رہے ہیں؟ کہنے لگے ''یہ ایک مشکل سوال ہے اس لیے اس کا جواب کل ہی دوں گا''۔ دوسرے دن میں نے پھر دریافت کیا تو فرمانے لگے ''رات میں تمھارے سوال پر غور کرتا رہا کہ تم ہمارے اتنے کیوں قریب ہوگئے، تو میری رائے میں تمھاری وضع داری اس کا بنیادی سبب ہے۔ اس پر میں نے اُن کا بھی اور اپنی وضع داری کا بھی شکریہ ادا کیا۔ جس کی وجہ سے ذرۂ ناچیز اتنی اہم شخصیتوں سے فیض یاب ہونے کے قابل ہوا۔

بعد میں ہمارے درمیان جنابِ خیال امروہوی بھی آن ملے وہ بھی اپنی قسم کی منفرد شخصیت تھے۔ نظم کہنے میں اُنہیں خاصا ملکہ حاصل تھا۔ غزل بھی کہتے تھے مگر وہ بات نہ تھی جو نظموں میں تھی۔ مگر وہ غزلوں میں بھی اُسی نوعیت کی داد کے طالب رہا کرتے۔ ظاہر ہے اس میں انھیں اکثر مایوسی ہوتی۔ ایک بار عبدالخالق عزمی سے باقاعدہ الجھ پڑے کہ وہ غزل کے اشعار پر حسبِ توقع داد نہیں دے رہے تھے۔ ایک دفعہ کالج کی تقریب میں انھوں نے ایک غزل پڑھی۔ جس کا شعر تھا

اب کے اس طور چلو جذبۂ بیدار کے ساتھ
راستے کانپ اُٹھیں گرمیٔ رفتار کے ساتھ

پروفیسر نظام خان، جن کی خوشکلامی اور مطائبات گوئی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ سے کہنے لگے، ''دیکھو خالد شبیر! میں شعراء کے اسی لیے خلاف ہوں، یہ شخص جو ایسے ایسے شعر پڑھ رہا ہے، یہ بے چارہ اُٹھ کر گھڑے سے پانی نہیں پی سکتا اور ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔ کل رات یہ میرے گھر آیا اور مجھے ایک طویل نظم سنائی۔ جس کا عنوان ''غیرت'' تھا اور جانے سے پہلے مجھ سے دس روپے اُدھار لے کر گیا''۔ یہ کہانی تو شاید اُن کے اپنے دماغ کی تخلیق تھی لیکن ایسی باتوں سے وہ مجلس کی شمعِ کلام اپنے سامنے ہی دھرائے رکھتے تھے۔ انھی دنوں مولانا سید عطاء المحسن بخاری مرحوم ومغفور کی شادی ہوئی، ولیمہ میں ہم سب دوست مدعو تھے۔ ہم نے خیال امروہوی سے بھی ساتھ چلنے کو کہا۔ وہ

کہنے لگے کہ میں اُن سے واقف نہیں ہوں نہ اُن سے کوئی تعارف ہے نہ مجھے کوئی دعوت، میں کیسے چلا جاؤں۔ ہم نے حضرت شاہ جی کے خانوادے کی کشادہ طرفی و بے تکلفی کے بھروسے پر اُنھیں ساتھ چلنے پر مجبور کرلیا۔ پہنچ کر شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی تو خیال صاحب چونکہ اُن کے لیے نئے تھے اس لیے انھوں نے آگے بڑھ کر اپنے نستعلیق لہجے میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ''خیال امروہوی''۔ محسن شاہ جی دراز قامت اور بھاری بھرکم تھے، اپنے دونوں بازوؤں کو بلند کرتے ہوئے پہلوانی انداز میں بولے ''جسم امرتسری''۔ اس پر ایک بے ساختہ قہقہہ پڑا۔

اسلم انصاری:

ایک دن خبر آئی کہ اسلم انصاری صاحب کی تبدیلی ہمارے کالج میں ہوگئی ہے اور وہ عنقریب ہمارے کالج میں آ رہے ہیں۔ ہمارے حلقہ احباب میں دو چار روز اسلم انصاری، جو اس وقت ابھی ڈاکٹر نہیں ہوئے تھے، کا ذکر ہوتا رہا۔ خاص طور پر عابد صدیق اور عبدالخالق عزمی نے اُن کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں سے سب کو متعارف کرایا۔ اُن کی علمی عظمت، اُن کے اشعار اور غزلیں زیرِ بحث آئیں۔ اُن کی لاہور میں گزری ہوئی ہنگامہ خیز زندگی جو انہوں نے حصولِ علم کے لیے صرف کی اُس کا چرچا ہوتا رہا۔ اُن کی عادات اور خصائل پر روشنی ڈالی گئی۔ پھر یہ بھی پتہ چلا کہ اسلم انصاری کی ناصر کاظمی سے بھی اچھی خاصی دوستی رہی۔ غرضیکہ ان دو حضرات، جو شاید زمانہ طالب علمی میں ہی اسلم انصاری سے ایک مضبوط تعلق استوار کر چکے تھے، کے سبب اسلم انصاری کالج آنے سے پہلے ہی ہمارے حلقے کی گفتگو کا موضوع بنے رہے۔ میں یہ سب کچھ سنتے ہوئے سوچتا تھا کہ یہ بہت اچھا ہوگا اسلم انصاری بھی کالج میں ہمارے ساتھی ہوں گے اور میں اُن کے علم و فضل سے بھی مستفید ہوسکوں گا۔ ان دنوں میری یہ خواہش سب سے بڑی خواہش تھی کہ زیاہ سے زیادہ اہلِ علم حضرات کی صحبت میں بیٹھ کر اُن سے جو ہو سکے حاصل کروں جو میری زندگی میں علمی اضافے اور علم و ادب سے آگہی کا باعث بنے۔ میں تو اس وجہ سے اسلم انصاری کی زیارت کا مشتاق تھا۔ لیکن نظام خان صاحب ان باتوں سے قدرے پریشان نظر آئے یا غالباً انھوں نے اپنی خوش گفتاری کے اظہار کے لیے مصنوعی پریشانی کا پیرایہ اختیار کر رکھا تھا۔ وہ یہ کہہ کر بات شروع کرتے کہ ''یہ کیا تم لوگوں نے اسلم انصاری اسلم انصاری لگا رکھی ہے تمہیں اور کوئی کام نہیں ہے'' اور پھر کسی پھڑ پھڑاتے ہوئے لطیفے سے محفل کا موضوع بدل دیتے۔ ایک روز ہم سب دوست پرنسپل آفس کے سامنے میدان میں بیٹھے ہوئے دھوپ سینک رہے تھے کہ ایک شخص کالج کے صدر دروازے سے کالج میں داخل ہوا۔ مین گیٹ ہماری نشست گاہ سے خاصے فاصلے پر تھا۔ کسی نے کہا کہ وہ اسلم انصاری آ گئے۔ سب دوست اس طرف متوجہ ہوئے، نظام خان صاحب نے بھی دیکھا مگر وہ کافی دیر تک ٹکٹکی باندھے ادھر دیکھتے رہے، ہم نے کہا کہ کیا دیکھ رہے ہو آ جائے گا تو جی بھر کے دیکھ لینا۔ کہنے لگے: ''نہیں یار میں دیکھ نہیں رہا بلکہ سوچ رہا ہوں کہ یہ شخص جو اتنا دھان پان سا ہے جس کے بال اس کے شانوں تک کو چھو رہے ہیں اور جو قدم اٹھانے سے پہلے شاید یہ سوچ رہا ہے کہ اگلا قدم اٹھاؤں یا نہ اٹھاؤں اوپر سے خوبصورت بھی ہے اب یہ شخص بے چارہ شاعر نہ ہو تو پھر اور کیا ہو۔''

انصاری صاحب جیسے سنجیدہ صاحبِ علم وفضل پر اس سے زیادہ پر مزاح تبصرہ شاید ہی کسی نے کیا ہو۔ انصاری صاحب سے شناسائی تو یہیں سول لائنز کالج ملتان میں ہوئی لیکن اُن کے ساتھ دوستانہ تعلق اس وقت ہو جب ان کے ساتھ ایس۔ ای۔ کالج بہاول پور میں اکٹھے ہونے کا اتفاق ہوا۔ الحمدللہ ہمارے خوشگوار تعلقات اب تک قائم ہیں۔

جماعتِ احرار کی تنظیم نو، اک داستان عزم و استقلال:

یہ بھی اتفاق ہے کہ میں ۱۹۶۲ء میں ملتان میں تھا۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندانِ گرامی سے خاصے قریبی نیاز مندانہ تعلق کا شرف بھی حاصل ہو چکا تھا کہ صدر ایوب خان نے اپنا دستور ایک آرڈیننس کے ذریعے نافذ کیا۔ یہ صدارتی نوعیت کا دستور تھا، ملک سے مارشل لاء اُٹھا لیا گیا اور ملک کی تمام سیاسی جماعتوں نے اپنی سرگرمیاں دوبارہ شروع کر دیں۔ لیکن مجلسِ احرار اسلام کا مسئلہ عام سیاسی جماعتوں سے یکسر مختلف تھا۔ جماعت ۱۹۵۳ء میں تحریک مقدسہ تحفظِ ختمِ نبوت کو چلانے کی پاداش میں مسلم لیگ کی حکومت کے کالے انگریزوں کے ہاتھوں خلاف قانون قرار دے دی گئی تھی۔ ۱۹۵۳ء کے بعد ستمبر ۱۹۵۸ء میں مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب (برادر عبدالغفار خان) نے احرار سے پابندی اُٹھالی۔ ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین مرحوم ومغفور کی قیادت میں جماعت کی تنظیمِ نو کا کام ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں ملک انگریز کے سول مقلدین سے فوجی مقلدین کی تحویل میں چلا گیا۔ اور جنرل ایوب خانی مارشل لا کے تانا شاہی احکام کی رو سے سیاسی جماعتوں پر دوبارہ پابندی لگا دی گئی۔ گویا ۵۳ سے ۶۲ تک کا نو سال کا عرصہ حریت کیش آشفتہ سروں کی اس جماعت نے پابندیوں کے سائے میں گزارا۔ اس عرصے میں کچھ جماعتی کارکن ہمیشہ کے لیے بچھڑ گئے کچھ نے دوسری جماعتوں میں پناہ لی۔ سن ۶۱ء میں حضرت امیرِ شریعت رحمہ اللہ بھی داغ مفارقت دے گئے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جماعت احرار کو نئے سرے سے منظّم کرنا ناممکن تو نہیں مگر انتہائی کٹھن اور مشکل ضرور ہے۔ تقسیم کے بعد جھوٹے کلیموں اور ہندو سکھ شرنارتھیوں کے چھوڑے ہوئے اموال کو لوٹ کر وجود میں آنے والی، ذاتیں، پہچان اور شناخت تبدیل کر کے مملکت پاکستان کی نئی اشرافیہ احرار دشمنی میں آخری حدوں کو پہنچی ہوئی تھی۔ یہ لوگ تقسیم سے پہلے معاشرے کے رذیل ترین طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی بڑی تعداد انگریز کے پشتینی وفاداروں اور ملت کے غداروں پر مشتمل تھی۔ یہ لوگ ہر قسم کی اخلاقیات سے عاری تھے۔ اور احرار ہی پنجاب کی غدار جننے والی مردود و مرتاب دھرتی پر اُن کے اکلوتے مخالف تھے۔ کمینے آدمی کو جب اختیار ملتا ہے وہ کیا کیا کر سکتا ہے، قارئین یہ صرف سوچ سکتے ہیں لیکن احرار کے جگر دار رضا کاروں نے اُن سب شنیع حرکات کو اپنے وجود پر جھیلا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُن کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور دنیا میں نہادِ ظلم کو مٹانے میں اُن کی کاوشوں کو بابرکت فرمائے۔ ایسی صورتِ حال میں جماعت احرار کو پھر سے منظّم کرنا کتنا مشکل کام تھا۔ اس کا اندازہ، جماعت احرار ہی کہ تین عظیم رہنماؤں کے بیان سے کیجیے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ:

میں نے غلام غوث ہزارویؒ سے فیصل آباد میں ایک ملاقات میں کہا کہ حضرت آپ نے اچھا کام کیا، کہنے لگے

کیا؟ میں نے کہا ہمیں آپ مجلسِ احرار اسلام میں شامل کر کے خود جمعیت علماء میں جا بیٹھے۔ میری بات سن کر خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر کے لیے سر جھکائے رکھا، پھر اٹھایا اور مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: ''بھئی پروفیسر صاحب دراصل بات یہ ہے کہ اب مجلسِ احرار کے پلیٹ فارم سے کام کرنا بڑی بہادری کا کام ہے اور میں اب اتنا بہادر نہیں رہا۔''

قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ:

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی خورد نوازی کی وجہ سے میں اُن سے بے تکلفی سے بات کر لیا کرتا تھا۔ اُن سے یہی سوال کیا تو کہنے لگے کہ اب مجھ سے جماعتی کام نہیں ہوتا۔ میں نے کہا کہ پھر آپ تبلیغی جماعت میں شامل ہو جائیں، آپ نے تحفظِ ختم نبوت کے لیے ہی اپنے آپ کو کیوں وقف کر لیا ہے؟ تبلیغی جماعت کا کام بھی تو دین کا کام ہے۔ اس پر مجھے کہنے لگے تم بہت شرارتی ہو۔ میں اپنے سوال پر ڈٹا رہا۔ مجبور ہو کر کہنے لگے ''انگریز ہمارا دشمن تھا لیکن اس کے بھی کچھ اصول تھے۔ ان مقامیوں کا کوئی اصول نہیں ہے، جس کی وجہ سے حالات بہت خراب ہو گئے ہیں۔'' میں نے جواباً کہا کیا حالات مسجد شہید گنج تحریک سے بھی بدتر ہیں جب لوگ آپ کو پتھر مارتے تھے اور پھر بھی آپ اپنی بات کہتے تھے۔ کہنے لگے ہاں اب حالات اس سے بھی زیادہ خراب ہیں۔ میں نے جرأت کر کے کہا میں آپ کی بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ آپ نے خود گوشۂ عافیت تلاش کر لیا۔ کہنے لگے میں جانتا تھا تم نہیں مانو گے۔ لیکن دو باتیں سُن لو اس کے بعد جو بھی فیصلہ کرو۔

پہلا واقعہ:

کہنے لگے میں انگریزی دورِ حکومت میں گرفتار ہوا اور راولپنڈی جیل میں قید تھا۔ میرے والد صاحب نے جیل اتھارٹی کو تین پیسے کا پوسٹ کارڈ لکھا ''میں بوڑھا آدمی ہوں، بیٹے کی ملاقات کے لیے شجاع آباد سے راولپنڈی جانا پڑتا ہے اگر میرے بیٹے کو ملتان جیل منتقل کر دو تو مجھے آسانی ہوگی'' چنانچہ صرف اس خط پر مجھے راولپنڈی سے ملتان بھیج دیا گیا۔

دوسرا واقعہ:

انگریزی دور حکومت میں امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور میرا جماعتی دورہ ضلع مظفر گڑھ کا تھا۔ ایس پی مسلمان تھا اور ڈی سی انگریز۔ ایس پی نے ڈی سی سے کہا ان کے دورے پر پابندی لگا دو یہ انگریز کے باغی ہیں بغاوت پھیلائیں گے۔ اس نے کہا میں بلا وجہ پابندی نہیں لگاؤں گا اور اگر خلافِ قانون کام کیا تو مقدمہ کروں گا۔ ہم پورے ضلع کا دورہ کر کے واپس آئے۔ اب ان لوگوں کی بھی سن لو۔ میرا مسئلہ یہ رہا ہے کہ میں جب بھی جیل گیا میرا کوئی نہ کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہو گیا۔ میں ۵۳ء کی تحریک میں جیل میں تھا کہ اطلاع ملی والد صاحب بہت زیادہ بیمار ہیں۔ میں اس خیال سے ہی لرز گیا کہ اگر والد صاحب رحلت فرما گئے تو میں اُن کے جنازے میں بھی شریک نہ ہو سکوں گا۔ میں نے پیرول پر رہائی کی درخواست دی لیکن نامنظور کر دی گئی، چنانچہ میرے والد وفات پا گئے اور میں اُن کے جنازے میں شریک نہیں ہو سکا۔

شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ:

ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ شورش کاشمیری مرحوم و مغفور مولانا تاج محمود کے گھر تشریف لائے ہوئے ہیں۔ چند

احرار ساتھیوں کے ساتھ انہیں ملنے کے لیے گیا۔ شورش صاحب بڑے اچھے موڈ میں تھے اور بات بھی جماعت احرار کے بارے میں انگریزی دور کے واقعات کی ہو رہی تھی۔ مجھ سے نہ رہا گیا، سوجرأت کر کے کہہ دیا کہ آغا صاحب اگر چہ آپ صحافت میں بھی کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں اور یہ بھی آپ کا ہی اعزاز ہے کہ آپ حریت پسند اکابر کے دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں جسے مجاہدینِ آزادی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن ہماری خواہش ہے کہ اب جماعت کا کام شروع ہو چکا ہے اور جماعت کو نئے سرے سے منظّم کیا جا رہا ہے آپ کی سرپرستی جماعت کے لیے ہر لحاظ سے مفید ہوگی تو مسکراتے ہوئے جواب دیا: ''نہیں بھائی اب ہم سے کام نہیں ہوتا۔ جس انسان کے سامنے سات جوان بیٹیاں صف بنائے بیٹھی ہوں اس سے آپ اس جیسے کام کی توقع کیسے کر سکتے ہیں جیسا ہم نے انگریزی دور میں کر کے دکھایا۔ دس سال قید با مشقت، اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے کاٹی ہی نہیں تھی اور ہمیں ہوئی ہی نہیں تھی۔''

اس پس منظر میں آپ خود اندازہ لگا لیں کہ جماعت کی تنظیم نو کا کام مشکل تھا، ایک ایسا کام جس میں ہر لمحہ نئی افتاد، نئی مشکل اور نئی مصیبت کو دعوت دینا تھا۔ لیکن یہ قائدِ احرار حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جواں مردی اور حوصلہ تھا کہ انھوں نہ صرف اس کا بیڑا اٹھایا بلکہ اسے بامِ عروج تک بھی پہنچا کر دکھایا۔ اُن کی جبین عجز پر فقر و مستی کے نشان ہویدا تھے۔ (بقولِ سعدی: بالائے سرش ز ہوش مندی، می تافت ستارۂ بلندی) آدمی فیصلہ نہیں کر سکتا تھا کہ ان کا ظاہری حسن زیادہ تابناک ہے یا اُن کے باطنی حسن کی رعنائیاں زیادہ دلکش و دلآویز ہیں۔

آپ نے ماسٹر تاج الدین انصاری اور شیخ حسام الدین رحمہما اللہ جیسے اکابر قائدین کی موجودگی میں بطور ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام کو تعطل کے اندھیروں سے نکال کر تاریخ کے اوراق میں اس طرح مرتسم کیا ہے کہ کارکنانِ احرار ہمیشہ اُن کی عظمت، اُن کی ہمت اور ان کی بہادری کے احسان مند رہیں گے۔ اُن کی اس میدان کی جدوجہد اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی انہوں نے دین اور دینی اقدار کے تحفظ کے لیے کیا، ایک ایسی داستان ہے جس پر ایک نہیں کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ وہ ایک سراپا صفات شخصیت تھے۔ ایسے لوگ اپنے کردار و عمل کی صورت میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ مرتے ہرگز نہیں۔ مجھے اپنا پنجابی کا ایک شعر یاد آ رہا ہے ؎

اوہو وڈّا ہوندا خالؔد
مر کے جیہڑا مر نئیں جاندا

جب تک وہ زندہ رہے۔ جذب وجنون و عشق کا عنوان بنے رہے۔ بڑے بڑے فضلائے زماں اُن کے علم و فضل کے سامنے منقار زیر پر رہے۔ اُن کا تبحر علمی ضرب المثل تھا۔ ان کے سینے میں دل اور دل میں درد تھا اور وہ خود ہی اس درد کا درماں تھے۔ تمام عمر تحفّظِ ختمِ نبوّت، عقائدِ اسلام، مقام و منصبِ صحابہ کے تحفظ، سیاستِ اسلامیہ کی اساس اور باطل فتنوں کے تعاقب میں شعلۂ جوالہ بنے رہے۔ اُن کے عزم و استقلال اور اُن کی شرافت و دیانت پر دشمن بھی رشک کرتے تھے۔ اللہ اللہ کیا انسان تھا اور کیسے کارہائے نمایاں سرانجام دے گیا۔ دشمنوں کے لیے طوفانِ بے پناہ اور اپنوں کے لیے

کشتۂ مہر ووفا۔ انہوں نے اپنے لیے بہت مشکل راہیں چن لی تھیں جن پر وہ بڑے حوصلے سے رواں دواں رہے۔ وہ راہیں جنھیں اُن کی دشواریوں اور کٹھنائیوں کی وجہ سے عزم و حوصلے کے بڑے بڑے پہاڑ چھوڑ گئے تھے۔ اپنے مؤقف کی صداقت پر یقین نے انھیں لازوال اعتماد کی دولت سے مالا مال کر دیا تھا۔ اُن کا ضمیر مطمئن تھا کہ وہ راہِ صداقت پر گامزن ہیں اور جن کا ضمیر مطمئن ہوتا ہے وہ بقول امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ پوری دنیا سے جنگ لڑ جاتے ہیں۔ وہ گم کردہ راہ مسافروں کے لیے نشانِ منزل تھے۔ نورِ ایمانی سے اُن کا خیال ہو کہ سخن دونوں منور تھے۔ اُن کے خلوص کی قسمیں کھائی جا سکتی ہیں۔ اُن کے لب جب بھی تلاوت کناں ہوتے تو سرو سمن وجد میں آ جاتے۔ اُن کے پیار کے خوشبو آج بھی ہماری بزمِ خیال میں مہکتی ہے اُن کے لفظوں کی چاندنی کہکشاں بنی رہی۔ اُن کی شیریں سخنی آج بھی کانوں میں رس گھولتی ہے۔ وہ بلاشبہ صدق وصفا جذب و عشق کا استعارہ بن گئے ہیں۔ انھوں نے مال و دولت سے بے نیاز ہو کر تمام عمر فقرِ بوذری میں بسر کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سکونِ قلب کی دولت وافر عطا کی تھی ان کے مسلک میں عرضِ طلب کرنا گناہ تھا۔

اُن کی نگاہ کی کرنوں کی ضوفشانی نے کئی بے کمال لوگوں کو باکمال بنا دیا تھا۔ جو لوگ آج مجلس احرار اسلام کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے ہر نوع کی مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں اُنہی کی نظرِ کرم کا صدقہ ہے۔ راہِ حریت کے رہروانِ آشفتگاں میں اُن کا شمار ہمیشہ پہلے درجے میں ہوگا۔ اُن کی بہارِ زیست اُن کے اپنے دل کی شادابی تھی۔ اُن کے وجود کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں سے معراج بندگی سے نوازا تھا۔

پھر امیر شریعت کے تینوں فرزندان، سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ، سید عطاء المؤمن اور سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہما العالی ان صبر آزما مراحل میں ان کے معاون تھے اور ان ستودہ صفات بھائیوں نے معاونت کا حق ادا کیا۔ جو کچھ آج مجلس احرار اسلام کی صورت میں نظر آ رہا ہے یہ اسی پرعزم و حوصلہ خاندان کا مرہونِ منت ہے۔ (جاری ہے)

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

30 جنوری 2014ء
جمعرات بعد نمازِ مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

سیف اللہ خالد

خوشاب میں حساس تنصیبات سے ملحق ۹۰۰ کنال اراضی قادیانیوں نے کوڑیوں کے مول خرید لی

پاکستان کے حساس ترین ضلع خوشاب میں حساس تنصیبات سے ملحق ۹۰۰ کنال سے زائد اراضی قادیانیوں نے کوڑیوں کے مول خرید لی ہے۔ زمین کی خریداری میں اس وقت کے ڈی پی او نے اہم کردار ادا کیا۔ چناب نگر (ربوہ) کے قادیانی یہاں اپنی چار بستیاں بسانے کا منصوبہ رکھتے ہیں، جب کہ حساس تنصیبات تک راستہ انہی قادیانی بستیوں سے گزر کر جائے گا۔ دوسری جانب ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی تنظیموں نے زمین کی خرید وفروخت کے دستاویزی ثبوت حاصل کر لیے ہیں، جب کہ عدالتی کارروائی کے لیے مشاورت بھی شروع کر دی گئی ہے۔ ''اُمّت'' کو دستیاب دستاویز کے مطابق، چناب نگر (ربوہ) میں قادیانی جماعت نے بوجوہ فیملی کے بعض افراد کے نام پر خوشاب میں نئی قائم ہونے والی حساس تنصیبات سے ملحق وسیع رقبہ خرید کر حساس تنصیبات کا راستہ اپنی نگرانی میں لے لیا ہے، جب کہ یہاں مستقبل میں اپنے تکفیری ادارے اور ربوہ کی طرح ریاست کے اندر ریاست کی حیثیت رکھنے والا شہر آباد کرنے کا منصوبہ بھی ہے۔ چناب نگر سے دستیاب اطلاعات کے مطابق، آنجہانی مرزا قادیانی کے دسویں یوم سوگ پر آج سے چند برس قبل قادیانی جماعت نے پاکستان میں جارحانہ کارروائیوں کا فیصلہ کیا اور اپنے ہم عقیدہ پولیس افسروں اور بیوروکریٹس کو استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا۔ بتایا گیا ہے کہ اس منصوبے کے مطابق قادیانی، پاکستان میں کم وبیش تین اہم مقامات پر ربوہ کی طرز پر اپنے ملکیتی شہر بسانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس مقصد کی خاطر بلوچستان میں گوادر کے قریب وسیع قطعہ اراضی بھی حاصل کیا جا چکا ہے اور وہاں تعمیرات کے لیے نقشے اور دیگر ابتدائی تیاریاں مکمل کی جا چکی ہیں۔ قادیانی جماعت کے مسلح وِنگز کی تربیت کے انچارج میجر (ر) سعدی کو ان نئی تعمیرات کا بھی نگران مقرر کیا گیا ہے۔ دوسری تعمیرات پنجاب میں ضلع خوشاب میں دریائے جہلم کے کنارے حساس تنصیبات سے ملحق اراضی پر شہر بسانے کی منصوبہ بندی کا انکشاف ہو گیا ہے۔ قادیانی جماعت کی جانب سے اسلام آباد سے ملحق تحصیل بارہ کہو میں بھی وسیع اراضی خریدی جا چکی ہے۔ اُمّت کے ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ قادیانی جماعت خوشاب میں فوری طور پر تعمیرات کا ارادہ نہیں رکھتی۔ اس نے حکمت عملی کے تحت ۲۰۱۱ء میں اپنے ہم مذہب ڈی پی او ملک خدا بخش ابوبکر کے ذریعے دباؤ ڈال کر وسیع اراضی کوڑیوں کے مول خرید کر رکھ چھوڑی ہے، تاکہ اعتراض کی مدت ختم ہونے اور وقت گزرنے کے بعد جب یہاں تعمیرات کا سلسلہ شروع کیا جائے تو کہا جا سکے کہ یہ اُن کی قدیم ملکیتی زمین ہے۔ قادیانیوں کی پہلی ترجیح بلوچستان اور اسلام آباد میں تکفیری اداروں کی تعمیر بتایا جاتا ہے۔ ذرائع سے دستیاب

اطلاعات میں کہا گیا ہے کہ خوشاب شہر سے ۲۰ میل دور دریائے جہلم کے کنارے پاکستان کی بعض حساس تنصیبات زیرِتعمیر ہیں۔ان تنصیبات کے لیے مختص اراضی سے ملحق تحصیل نور پور کی بستی عینوں کا رقبہ شروع ہوجاتا ہے، جو فی الحال بے آباد پڑا ہے اور اس پر کوئی کاشت کاری نہیں ہوتی۔اس بستی کے آبادکاروں کا کہنا ہے کہ ۲۰۱۰ء میں پہلے سرکاری اداروں کی گاڑیاں یہاں آتی جاتی تھیں، جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں کوئی کام ہونے جارہا ہے۔مگر سرکاری کام شروع ہونے کے بعد علاقہ ڈی پی او ملک خدا بخش ابوبکر کو پرائیویٹ گاڑیوں میں اس بے آباد علاقے میں اکثر دیکھا گیا ہے۔ جسے لوگوں نے معمول کے مطابق سمجھا اور زیادہ اہمیت نہیں دی۔مگر اب پٹواری سے حاصل دستاویزات سے انکشاف ہوا ہے کہ سرکاری تنصیبات سے ملحق ۹۰۵ کنال،۱۰ مرلے اراضی چناب نگر کے بعض قادیانیوں کے ذریعے قادیانی جماعت نے خرید لی ہے۔ اُمت نے قادیانی جماعت کے مرکز میں موجود اپنے ذرائع سے تصدیق کی تو معلوم ہوا کہ اس اراضی کا مختار نامہ خریدنے والوں نے جماعت کے نام لکھ دیا ہے اور یہ اراضی نجی نہیں، بلکہ قادیانی جماعت کی ملکیت ہے اور یہاں قادیانی جماعت اپنی ملکیتی بستیاں بسانے کا ارادہ رکھتی ہے۔تاہم ابھی فوری طور پر اس پر کام شروع کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔البتہ اس اراضی کو پیش نظر رکھتے ہوئے نقشے وغیرہ بنانے کا کام شروع کردیا گیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ مستقبل میں یہاں آبادی ہو جانے کے بعد تنصیبات تک جانے کا راستہ انہی بستیوں کے درمیان سے ہوکر گزرے گا، جس سے تنصیبات کی سکریسی خطرے میں پڑ جانے کا خدشہ ہے۔ ذرائع کے مطابق یہ اراضی کوڑیوں کے مول یعنی ۶۸۷ روپے ۵۰ پیسے فی مرلہ کے حساب سے خریدی گئی ہے۔دستاویز کے مطابق موضع عینوں،تحصیل نور پور ضلع خوشاب کے کھیوٹ نمبر ۸۸ میں واقع ۳۵۵ کنال ۱۰ مرلہ زمین منصب خان، غلام عباس، محمد فیاض پسران حاجی احمد اور ملیحہ خان دختر شیخ محمد کی ملکیت تھی۔۱۹ر مئی ۲۰۱۱ء کو انتقال نمبر ۳۴۲۰ کے تحت مقصود احمد، محمود احمد، مظفر احمد پسران مقبول احمد، شمیم اختر زوجہ محمد احمد، حمیدہ ماریہ زوجہ مظفر احمد، قوم باجوہ ساکن چناب نگر (ربوہ) تحصیل ضلع چنیوٹ کو فروخت کی گئی۔اس اراضی کی قیمت ۴۸ لاکھ ۸۸ ہزار دو سو روپے ظاہر کی گئی ہے۔ جب کہ اس سے ملحقہ ۱۴۰ کنال اراضی جو کہ کھیوٹ نمبر ۸۹ میں واقع تھی، حاجی احمد، محمد فیاض، غلام عباس پسران احمد وغیرہ کے زیرِ ملکیت تھی۔ جو انتقال نمبر ۳۴۲۱ کے تحت ۱۹ر مئی کو قادیانی جماعت کے نمائندگان مقصود احمد، محمود احمد، مظفر احمد، پسران مقبول احمد، شمیم اختر زوجہ محمود احمد، حمیدہ ماریہ زوجہ مظفر احمد کو فروخت کی گئی اور اس کی قیمت ۱۹ لاکھ ۲۵ ہزار روپے ظاہر کی گئی۔ تیسری دستاویز کے مطابق کھیوٹ نمبر ۴۳۱ میں سے ۲۱۳ کنال ۱۲ مرلے اراضی جو غلام حسین، محمد یار، رب نواز، حق نواز پسران احمد یار، عبداللطیف، محمد حنیف پسران محمد رفیق قوم جوئیہ تھی، انہی قادیانی نمائندگان کے نام اسی تاریخ ۱۹ر مئی ۲۰۱۱ء کو فروخت کی گئی۔اس کا انتقال نمبر ۳۴۲۲ ہے اور اس کی قیمت ۲۹ لاکھ ۳۷ ہزار روپے ظاہر کی گئی ہے۔ چوتھی دستاویز کے مطابق کھیوٹ نمبر ۸۸ میں ہی واقع ۱۹۶ کنال ۸ مرلہ یہ اراضی ۲۷ لاکھ ۵ سو روپے کے عوض قادیانی نمائندوں کو فروخت کی گئی۔ یہ زمین سمندر خان، محمد رمضان، پسران ولی محمد غلام حسین ولد محمد یار، محمد اقبال ولد احمد یار، محمد

شریف ولد محمد رفیق قوم جوئیہ کی ملکیت تھی۔ یہ تمام ۹۰۵ کنال ۱۰ مرلے اراضی اس وقت بے آباد پڑی ہے۔ مقامی بزرگ ڈاکٹر دین محمد فریدی نے ''اُمت'' سے بات چیت میں کہا کہ قادیانی جماعت نے یہ اراضی قادیانی ڈی پی او ملک خدا بخش ابوبکر کے دباؤ پر خریدی ہے۔ جس وقت یہ سودا ہو رہا تھا کوئی نہیں جانتا تھا کہ خریدار قادیانی ہیں۔ البتہ ڈی پی او کی دلچسپی لوگوں کے علم میں تھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر مقامی لوگوں کے علم میں آجاتا تو وہ یہ سودا نہیں ہونے دیتے۔ ڈاکٹر دین محمد نے کہا کہ اہلِ علاقہ یہ معلوم ہونے پر کہ یہ اراضی قادیانی جماعت نے خریدی ہے، شدید اشتعال میں ہیں۔ اگر قادیانیوں نے یہاں کوئی تعمیرات شروع کیں تو اس کا شدید ردعمل بھی آسکتا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ سابق ڈی پی او خدا بخش ابوبکر ایک خاندانی قادیانی ہے اور اس نے اس ضلع میں ختمِ نبوّت کے کارکنوں کے خلاف شدید معاندانہ کارروائیاں بھی کیں، مگر ایک اعلیٰ صوبائی شخصیت کے کلاس فیلو ہونے کے دعوے کے سبب اس کے خلاف کوئی کارروائی ممکن نہیں ہو رہی۔ مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے کارکن عبدالعزیز انجم نے ''اُمت'' سے بات چیت میں کہا کہ علاقے کے لوگ اس جگہ پر قادیانی مرکز کی تعمیر نہیں چاہتے۔ اگر قادیانیوں نے یہاں تعمیرات کیں تو نقصِ امن کا خطرہ ہے۔ حکومت کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔ دوسری جانب مجلس احراراسلام کی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے ''اُمّت'' سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ سابق وزیرخارجہ صاحب زادہ یعقوب علی خان کے ریفرنس سے یہ انکشاف آن دی ریکارڈ آچکا ہے کہ قادیانی، پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی امریکہ کے لیے مخبری کرتے رہے۔ اب اگر حکومت نے حساس نوعیت کی دفاعی تنصیبات کے ساتھ قادیانیوں کو تعمیرات کی اجازت دی تو یہ ملکی دفاع کو کمزور کرنے کی کوشش ہوگی، جسے برداشت نہیں کیا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں ختمِ نبوّت کے محاذ پر کام کرنے والی دیگر جماعتوں سے مشاورت کے بعد عدالتی کارروائی کے ساتھ ساتھ مناسب حکمتِ عملی اختیار کرنا وقت کی ضرورت ہے اور ہم اس معاملے کو منطقی انجام تک پہنچا کر چھوڑیں گے۔ دریں اثنا عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے رہنما مولانا اسماعیل شجاع آبادی نے بھی حساس تنصیبات سے ملحق اراضی قادیانیوں کے خریدنے پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور حکومت سے نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔ انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کے رہنما قاری محمد رفیق نے ''اُمت'' سے بات چیت کرتے میں کہا کہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ۵ مرلے پر مسجد بنانے کے لیے اراضی خریدی جائے تو دس ادارے تحقیقات کے لیے آجاتے ہیں۔ قادیانی حساس تنصیبات کے پڑوس میں ہزار کنال جگہ خرید لیتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔ متعلقہ ادارے توجہ دیں، ورنہ امن خطرے میں پڑسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ختمِ نبوّت لائرز فورم کے وُکلاء اس معاملے پر مشاورت کر رہے ہیں۔ جلد ہی کوئی لائحہ عمل سامنے آجائے گا۔ دوسری جانب قادیانیوں کا مؤقف لینے کے لیے قادیانی جماعت کے شعبہ اراضیات کے انچارج عبید سے فون پر رابطہ کیا گیا تو انہوں نے سوالات سننے کے بعد فون کاٹ دیا اور کئی بار رابطہ کرنے کے باوجود فون اٹینڈ نہیں کیا۔ (روزنامہ ''اُمّت'' کراچی، ۳۰ر دسمبر ۲۰۱۳ء)

سیف اللہ خالد

پنجاب کے ۱۰ سرکاری تعلیمی ادارے
قادیانی جماعت کو دینے کا فیصلہ

حکومت پنجاب کی جانب سے تین اضلاع میں واقع ۱۰ سرکاری تعلیمی ادارے، جنہیں ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں قومی تحویل میں لیا گیا تھا، قادیانی جماعت کو دینے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے۔ اس حوالے سے وزیرِ اعلیٰ ہاؤس نے محکمہ تعلیم کو ارجنٹ احکامات جاری کرتے ہوئے رپورٹ طلب کر لی ہے۔ چناب نگر میں تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل پروفیسر جہانگیر احمد نے تصدیق کی ہے کہ حکومت نے ان کے کالج سے کارکردگی رپورٹ طلب کی تھی، جوانہوں نے اپنی سفارشات کے ساتھ بھیج دی ہے۔ ضلع چنیوٹ میں گزشتہ روز اس فیصلے کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا گیا، جب کہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت، مجلس احرار اسلام اور انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ نے آج جمعہ کے روز یوم احتجاج منانے کا اعلان کردیا ہے۔

باوثوق ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق نومبر کے آخری ہفتے میں قادیانی جماعت کا ایک وفد مرزا سلیم الدین کی قیادت میں پنجاب کی اعلیٰ شخصیت سے ملا اور اس کے فوراً بعد ۳ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو وزیرِ اعلیٰ سیکریٹریٹ پنجاب سے ایک لیٹر سیکریٹری اسکولز ایجوکیشن اور سیکریٹری ہائر ایجوکیشن کو جاری کیا گیا، جس کا نمبر DS (ASSEM) CMO/13/OT -47/(B) 0010967 اور عنوان تھا ''پنجاب میں قومیائے گئے تعلیمی ادارے'' اس لیٹر کو چیف منسٹر کے پی ایس او کو بھی کاپی کے طور پر بھیجا گیا ہے۔ ڈپٹی سیکریٹری ٹو چیف منسٹر شاہد اقبال کے دستخط سے جاری کردہ اس لیٹر میں وزیرِ اعلیٰ کی جانب سے سیکریٹری اسکولز اور سیکریٹری ہائر ایجوکیشن کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ پنجاب میں قومیائے گئے تعلیمی اداروں کی واپسی کے تناظر میں ساتھ دیے نوٹ میں درج تعلیمی اداروں سے متعلق جامع رپورٹ ۵ دن میں وزیرِ اعلیٰ کو پیش کریں۔ ''اُمّت'' کو دستیاب اس حکم نامہ کے ساتھ منسلک لیٹر کا عنوان ہے۔ ''ڈی نیشنلائزیشن آف ایجوکیشن انسٹی ٹیوشنز اِن بائی صدر انجمن پاکستان'' یعنی ماضی میں صدر انجمن کے زیرِ اہتمام چلتے ہوئے جو ادارے قومی تحویل میں لیے گئے تھے ان کی واپسی۔ اور اس سرخی کے ذیل میں ۱۰ اداروں کے نام درج ہیں، جن میں سے ۵ ضلع چنیوٹ، ۲ گجرات، ۲ سیالکوٹ، اور ایک گوجرانوالہ میں واقع ہے۔ اس ضمن میں جو دوسرا لیٹر ''اُمّت'' کو دستیاب ہوا، وہ ہائر ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ پنجاب کی جانب سے ڈائریکٹر ایجوکیشن فیصل آباد کے نام ۱۳ر دسمبر کو جاری ہوا۔ سیکشن افسر جویریہ تسلیم کے دستخط سے جاری ہونے والے اس لیٹر کا نمبر SO(A-11)1-24/2013(P) ہے اور اس کے کونے پر CM ڈائریکٹو موسٹ ارجنٹ

بذریعہ فیکس بھی لکھا ہوا ہے۔اس کی کاپی ڈپٹی سیکریٹری چیف منسٹر پنجاب، پی ایس ٹو سیکریٹری ہائر ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ، پی ایس ٹو ایڈیشنل سیکریٹری (اکیڈمک) ہائر ایجوکیشن پنجاب کو بھی بھیجی گئی ہے۔اس لیٹر میں وزیرِ اعلیٰ سیکریٹریٹ کے لیٹر کا حوالہ دے کر لکھا گیا ہے کہ اس لیٹر اور اس سے ملحق نوٹ کے حوالے سے ہر صورت ۲ دن کے اندر جامع رپورٹ اور تجاویز وزیرِ اعلیٰ آفس کو بھیجی جائیں اور اس معاملے کو موسٹ ارجنٹ سمجھا جائے۔

ان لیٹرز کی روشنی میں ایک ابہام موجود ہے کہ سرکاری خط وکتاب میں لفظ صدر انجمن پاکستان استعمال کیا گیا ہے۔جس سے واضح نہیں ہوتا کہ یہ ادارے قادیانیوں کو واپس کیے جارہے ہیں، تاہم قادیانی اداروں کے حوالے سے باخبر ذرائع کا دعویٰ ہے کہ قادیانی جماعت کی تمام جائیداد پاکستان اور بیرون پاکستان، صدر انجمن کے نام پر ہی خریدی جاتی ہیں اور صدر انجمن پاکستان سے مراد صرف اور صرف صدر انجمن احمدیہ یعنی قادیانی جماعت ہے۔اطلاعات کے مطابق اس وقت ضلع چنیوٹ، چناب نگر میں ۵ تعلیمی ادارے ہیں، جن میں ایک تعلیم الاسلام کالج اور دوسرا تعلیم اسلام ڈگری کالج ہے، تاہم اسے ایک ہی پرنسپل کے تحت ایک ادارہ قرار دیا جاتا ہے اور اس کا رقبہ ۶۴۸ کنال پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ تعلیم اسلام ہائی اسکول، نصرت گرلز کالج، نصرت ہائی اسکول اور نصرت پرائمری اسکول شامل ہیں۔

تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل پروفیسر جہانگیر احمد چودھری نے ''اُمّت'' سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہیں یہ تو معلوم نہیں کہ حکومت کیا کرنا چاہتی ہے یا کیا فیصلہ کر چکی ہے البتہ ان سے کارکردگی رپورٹ اور تجاویز مانگی گئی تھیں جو انہوں نے بھجوا دی ہیں اور حکومت کو لکھا ہے کہ اگر یہ تعلیمی ادارے واپس قادیانیوں کو دیے گئے تو یہاں زیرِ تعلیم ۸۰ فیصد مسلمان طلبہ متاثر ہوں گے اور اس علاقہ میں امن وامان کا شدید خطرہ پیدا ہو جائے گا۔اس کے علاوہ کالج میں مسلمانوں کی ایک مسجد ہے جہاں جمعہ بھی ہوتا ہے۔اس کے حوالے سے بھی ایک مسئلہ پیدا ہوگا۔انہوں نے بتایا کہ وہ ۵ برس قبل اس کالج میں تعینات ہوئے ہیں اور یہاں کا تعلیمی معیار بہترین ہے۔گزشتہ امتحانات میں ڈگری کالج کے ایک طالب علم نے بورڈ میں تیسری پوزیشن حاصل کی تھی، جبکہ ایم اے اور ایم ایس سی امتحان میں بھی اس کالج کے طلبہ یونیورسٹی کی پہلی ۵ میں سے ایک دو پوزیشنیں لے رہے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ ان کے کالج میں ایک ہزار کے قریب طلبہ ہیں، جن میں سے ۸ سو مسلمان ہیں لیکن جب سے ڈی نیشنلائزیشن کی افواہیں شروع ہوئی ہیں، ان طلبہ میں شدید پریشانی پائی جاتی ہے۔دیگر تعلیمی اداروں میں بھی یہی صورتِ حال ہے۔کالج کے اسٹاف میں بھی ۲ اساتذہ قادیانی اور ۳۶ مسلمان ہیں۔ایک ذریعے نے انکشاف کیا ہے کہ ان تعلیمی اداروں کو ۱۹۷۲ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے قومی تحویل میں لیا تھا، اس سے قبل یہاں قادیانی اپنی تعلیمات کے مطابق اپنا نصاب پڑھاتے تھے۔طلبہ کو خوف ہے کہ آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ایم ایس سی کے ایک طالب علم محمد طیب نے

''اُمّت'' سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ان کالجز اور اسکولوں کی خستہ حال عمارتوں پر حکومت نے کروڑوں روپے مسلمانوں کے ٹیکس سے خرچ کیے ہیں، صرف ایک کیمپس کی تعمیر پر ہی ۹ کروڑ کا خرچہ آیا ہے۔ جبکہ یہاں زیرِ تعلیم ۸۰ فیصد طلبہ مسلمان ہیں۔ ایسے میں اگر ان تعلیمی اداروں کو قادیانی جماعت کے حوالے کیا گیا تو حکومت کو سنگین نتائج بھگتنا پڑیں گے۔ طلبہ وطالبات کسی قیمت پر اپنے تعلیمی اداروں کو قادیانی جماعت کے ہاتھوں میں نہیں جانے دیں گے۔

دوسری جانب گزشتہ روز مجلس احرارِ اسلام اور انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کے زیرِ اہتمام رکن پنجاب اسمبلی مولانا الیاس چنیوٹی کی زیرِ قیادت ایک احتجاجی جلوس نکالا گیا اور مظاہرین نے ڈپٹی کمشنر کو احتجاجی یادداشت بھی پیش کی، جبکہ چناب نگر کے علاوہ لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، جھنگ، حیدر آباد، لاڑکانہ، سکھر، رحیم یار خان، بہاول پور، لودھراں، گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور دیگر شہروں میں بھی ختمِ نبوّت کے کارکنوں نے احتجاج کیا اور تعلیمی اداروں کی نجکاری کے خلاف قرار دادیں پاس کیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت نے گزشتہ روز ایک پریس ریلیز کے ذریعے آج ملک بھر میں جمعہ کے خطبات میں احتجاج کی اپیل بھی کی ہے، جبکہ مجلس احرارِ اسلام نے ۲۹ر دسمبر کو یومِ احتجاج کا اعلان کیا ہے۔ انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ آج جمعہ کو احتجاج کرے گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ پنجاب حکومت میں موجود قادیانی افسران ایسی سازشیں کر کے حکومت کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر حکومت نے نوٹس نہ لیا تو یہ قادیانیت نوازی کی بدترین مثال ہو گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے امیر مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے کہا ہے کہ حکومت پنجاب کے اس اقدام سے مسلمانوں کے اندر شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔ مسلمان دین دشمن اقدام کو برداشت نہیں کریں گے۔ اگر اس فیصلے پر عملدرآمد کیا گیا تو ملک بھر میں تحریک چلائی جائے گی۔ مولانا عبدالرزاق سکندر، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور دیگر ذمہ داران نے بھی پنجاب حکومت کے اس فیصلے کی مذمت کی ہے۔ مجلس احرار کے سیکریٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے ''اُمّت'' سے بات چیت میں کہا ہے کہ قادیانی تعلیمی اداروں کی واپسی کی سازش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی۔ انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کے امیر اور رکن پنجاب اسمبلی مولانا الیاس چنیوٹی نے کہا ہے کہ حکومت قادیانیوں کو تعلیمی ادارے لوٹانے کا فیصلہ واپس لے اور اپنے اس فیصلہ کی وضاحت کرے، ورنہ ملک گیر تحریک چلائی جائے گی۔

''اُمّت'' نے حکومت پنجاب کا مؤقف جاننے کے لیے وزیرِ تعلیم رانا مشہود سے ان کے سیل نمبر پر رابطہ کیا، تو ان کے پی اے نے فون اٹینڈ کیا اور سوال کی نوعیت سن کر کہا کہ وزیر صاحب مصروف ہیں، لہٰذا ان کے PRO سے رابطہ کریں، جب رانا مشہود کے پی آر او عارف سے ان کے سیل نمبر پر رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کچھ دیر بعد بات کرنے کا کہا اور اس کے بعد سے رات ۱۰ بجے تک دونوں نمبر اٹینڈ نہیں کیے گئے۔ (روزنامہ ''اُمّت'' کراچی، ۲۷ر دسمبر ۲۰۱۳ء)

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● کتاب: امام الہند حضرت ابوالکلام آزاد　　تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی　　صفحات: 215

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد ضلع نوشہرہ　　(مبصر: جاوید اختر بھٹی)

مولانا ابوالکلام آزاد ہندوستان کے ایک عظیم راہنما، سیاستدان، مفکر، ادیب، شاعر اور عالم دین تھے۔ برصغیر میں اُن کا احترام اور قدر و منزلت قائم و دائم ہے۔ وہ ہندوستان کی تقسیم کے حامی نہیں تھے۔ تقسیم ہند کے بعد مسلم لگی سیاستدانوں، دانشوروں اور صحافیوں نے ان کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ اس کے باوجود پاکستانیوں کے دل و دماغ مولانا آزاد کی محبت سے آزاد نہیں ہوئے۔ ان پر کتابیں لکھی گئی ہیں، اخبارات اور رسائل کے خاص نمبر شائع ہوئے ہیں۔ ان کے احترام میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد کا تعلق دہلی کے ایک علمی، مذہبی اور نیک خاندان سے تھا۔ آپ کے خاندانی بزرگ نسب کے اعتبار سے صدیقی تھے۔ آپ کے جدامجد مولانا ہادی اور والد بزرگوار مولانا خیرالدین اپنے وقت کے بڑے پیر اور شیخ طریقت تھے۔ مولانا نے اپنی خاندانی نسبت کو کبھی فخر و غرور کا ذریعہ نہیں سمجھا۔

والد نے ان کا نام غلام محی الدین رکھا۔ ان کی ابتدائی تحریروں میں بھی یہی نام ملتا ہے۔ بعد ازاں انہوں نے اپنے نام میں تبدیلی کی اور محی الدین احمد کا نام اختیار کیا۔ آج مولانا آزاد کی کوئی تحریر اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو بار بار شائع نہ ہوئی ہو۔ ان کے رسائل و اخبارات لسان الصدق، الہلال اور البلاغ کے عکس دوبار شائع ہوئے اور آج نایاب ہیں۔ ان کے بارے میں مسلسل لکھا جا رہا ہے اور ان کی قدر و منزلت اور احترام میں اضافہ ہو رہا ہے۔ نئی نسل میں ان سے محبت رکھنے والے پیدا ہو رہے ہیں۔ جو لوگ اخلاص اور اللہ کی رضا کے لیے زندہ رہتے ہیں۔ انہیں موت نہیں آتی۔ مولانا آزاد کی وفات کو 55 برس ہو گئے ہیں لیکن وہ آج بھی ہمارے درمیان زندہ ہیں اور ہماری راہنمائی فرما رہے ہیں۔

مولانا عبدالقیوم حقانی بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ زیرِ نظر کتاب میں، مولانا آزاد کے حوالے سے مختلف کتب سے اقتباسات درج ہیں۔ مولانا کی تازہ تالیف نئی نسل میں مولانا آزاد کی گفتگو کو آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہوگی۔ شخصیت کے مطالعے سے نئی نسل میں عظیم لوگوں کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی کتابیں شخصیت سازی میں مدد دیتی ہیں۔ ماضی قریب میں عظیم شخصیات کا تذکرہ گھروں میں ہوا کرتا تھا۔ لیکن آج کل زمانے کی رفتار بہت تیز اور سمت کوئی نہیں ہے۔ اب مطالعہ کے رجحان میں کمی اور تبدیلی آ رہی ہے۔ عظیم شخصیات موت کے بعد بھی آئندہ نسلوں کی

تربیت کرتی ہیں۔ مولانا آزاد انہی عظیم شخصیات میں سے ایک ہیں۔ ان کا فیض آج بھی جاری ہے۔ زیرِ نظر کتاب نوجوان نسل اور طالب علموں کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

● کتاب: شرعی پردہ کرنے والی باہمت خواتین　　مرتب: محمد احمد حافظ　　صفحات: ۱۹۸

ناشر: سنابل پبلی کیشنز، ۱/۱۷۔۹۔۴ نزد پاکستان بلڈ بینک ناظم آباد نمبر ۴، کراچی　　(مبصر: حافظ اخلاق احمد)

اعضائے مستورہ کا پردہ تمام شریعتوں میں فرض رہا ہے بلکہ شرائع کے وجود سے بھی پہلے جنت میں شجرِ ممنوعہ کھا لینے کے سبب جب حضرت آدم علیہ السلام کا جنتی لباس اتر گیا تو وہاں بھی آدم علیہ السلام نے ستر کھلا رکھنا گوارا نہیں کیا۔ لیکن مسخ فطرت کے اس زمانے میں جدّت و ترقی کے نام پر بنیادی انسانی قدریں ہم سے چھینی جا رہی ہیں۔ چنانچہ آج کے دور میں فیشن کے نام پر جو لباس پہنا جاتا ہے وہ اتنا باریک ہوتا ہے کہ لباس کہلانے کا ہی مستحق نہیں ہوتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی عریاں ہیں۔''

پردہ معاشرتی زندگی کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ جن معاشروں کا عمومی رہن سہن عورتوں کی بے پردگی کے طرزِ حیات پر مشتمل ہے وہاں کی عورت، عزت و آبرو کے لحاظ سے سب سے زیادہ غیر محفوظ ہے۔ عورتوں کا پردہ سے بے نیاز گھومنا پھرنا خود فطرتِ نسوانیت کے خلاف ہے۔ اس لیے شریعت نے انسانی اخلاق کو پامال ہونے سے بچانے کے لیے پردے کا حکم دیا ہے تاکہ ایک اعلیٰ قسم کا معاشرہ وجود میں آسکے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر جناب محمد احمد حافظ نے پردے کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے لیے زیرِ نظر کتاب مرتب کی ہے جس کو انہوں نے ''شرعی پردہ کرنے والی باہمت خواتین'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس کتاب میں ہفتہ وار میگزین ''خواتین کا اسلام'' میں شائع ہونے والے سلسلہ وار مضامین ''بے پردگی سے پردے کی طرف'' کی سچی اور حقیقی کہانیوں کو یکجا کیا گیا ہے۔ تاکہ اس آلودہ روز و شب کے زمانے میں عزم و استقامت کی ان تابندہ مثالوں کو پڑھ کر اس مبارک راستے پر چلنے کا ارادہ رکھنے والی خواتین اپنے عزم کی تصمیم کر سکیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب میں قرآن و حدیث کی روشنی میں پردہ کرنے کے احکام و مسائل اور نہ کرنے پر نقصانات کو بھی مندرج کیا گیا ہے اور ان معلومات کو آسان فہم انداز میں بیان کرنے کا التزام بھی کیا گیا ہے تاکہ سادہ اسلوب سے عوام الناس کو زیادہ استفادہ ہو۔ بہت سی ظاہری و معنوی خوبیوں اور محاسن کے ساتھ اس کتاب میں معدودے چند پروف کی غلطیاں بھی رہ گئی ہیں۔ مثلاً صفحہ ۵۸ پر ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا ''اے علی تین چیزوں میں تاخیرہ کرو۔'' جبکہ صحیح عبارت یہ ہے: ''اے علی تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو۔'' بہرکیف یہ کمپوزر کی غلطی ہے۔ اُمید ہے اس طرح کی غلطیوں کو اگلے ایڈیشن میں درست کر لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مرتب کی مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے اور اس کو عوام الناس کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

جنوبی افریقہ میں ختمِ نبوّت کا پیغام

۲۷ رنومبر ۲۰۱۳ء کو لاہور سے جنوبی افریقہ کے لیے روانگی ہوئی۔ جہاں ختم نبوّت کانفرنسوں اور سیمیناروں کا انعقاد ہونا تھا۔ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہٗ (امیر انٹرنیشنل ختمِ نبوّت مومنٹ) کی دعوت پر جناب سید محمد کفیل بخاری اور راقم (ڈاکٹر محمد عمر فاروق) پر مشتمل مجلس احرارِ اسلام کا دو رُکنی وفد دیگر سترہ شخصیات کے ہمراہ ۲۸ رنومبر کو جنوبی افریقہ کے شہر جوہانسبرگ میں پہنچا۔ وفد کے دیگر اراکین حسبِ ذیل تھے۔

مولانا زاہدالراشدی، مولانا محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، ڈاکٹر احمد علی سراج، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا مفتی شاہد محمود، قاری محمد رفیق وجھوی، شمس الدین، مولانا بدر عالم چنیوٹی، مولانا زاہد محمود قاسمی، پروفیسر ظفر اللہ بیگ، عبدالحمید چشتی، جناب محمد شکیل اختر، لطف اللہ لدھیانوی، امان اللہ اور مولانا مقبول احمد۔ جب کہ جدہ سے بھی علماء کرام کا قافلہ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہٗ کی سربراہی میں سعودی ائیر لائن کے ہوائی جہاز میں ہمارے ساتھ شامل ہوگیا۔ جوہانسبرگ ائیر پورٹ سے مولانا محمد ابراہیم پانڈور کی رہائش گاہ پر حاضری ہوئی۔ جہاں کچھ ہی دیر میں دارالعلوم دیو بند کے مہتمم حضرت مولانا ابوالقاسم نعمانی مدظلہٗ بھی تشریف لے آئے۔ ان کی آمد ہم ایسے طالب علموں کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہوئی۔ حضرت کی سادگی، بے تکلفی، برجستگی کے ساتھ ان کے تبحر علمی، حالاتِ حاضرہ سے باخبری اور نپی تلی گفتگو نے حد درجہ متاثر کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی زندگی میں برکت عطا فرمائے، آمین۔

رات کو بذریعہ طیارہ کیپ ٹاؤن پہنچے۔ جہاں حضرت مکی مدظلہٗ کے خلفاء بالخصوص مولانا عبدالرحمٰن اور مولانا عبدالخالق علی (جنرل سیکرٹری مسلم جوڈیشیل کونسل ساؤتھ افریقہ) سمیت بہت سے احباب نے ہمیں خوش آمدید کہا۔ یہ رات اور اگلے تین دن ایک ہوٹل میں گزارے۔ جہاں مولانا زاہدالراشدی بھی ہمارے ساتھ رہے۔ صبح (۲۸ رنومبر) کو کچھ حضرات کی مختلف مساجد میں تقاریر کا پروگرام طے ہوا۔ مولانا زاہدالراشدی حفظہ اللہ تعالیٰ، محترم سید محمد کفیل بخاری اور یہ فقیر مولانا عبدالرحمٰن کی رہنمائی میں ان کی مسجد مرکز المجاہدین پہنچا۔ جہاں پر کفیل شاہ جی کا اردو میں خطاب ہوا۔ جس کا انگریزی میں ترجمہ مولانا عبدالرحمٰن نے اتنی روانی اور گھن گرج کے ساتھ کیا کہ مولانا زاہدالراشدی نے میرے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مولانا تو آپ حضرات سے بھی بڑے احراری محسوس ہوتے ہیں۔ جمعہ کے بعد مولانا عبدالرحمٰن اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ کھانا کھلایا۔ تب معلوم ہوا کہ موصوف حضرت مکی کے خلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک

باعمل مجاہد بھی ہیں اور جہادِ افغانستان میں باقاعدہ معرکہ آرائی کے مناظر پیش کر چکے ہیں۔ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں اور تبلیغی جماعت سے بھی منسلک ہیں۔ سچی بات ہے کہ مولانا کی سادگی، خدمت گزاری اور حد درجہ انکسار نے ہم تینوں کو اُن کا گرویدہ بنا دیا۔ ان کی احراری طبیعت کے پیشِ نظر میں ان کو مولانا عبدالرحمٰن احرار کہہ کر ہی مخاطب کرتا رہا۔

۲۹رنومبر (جمعہ) کی شام مسلم جوڈیشیل کونسل اور انٹرنیشنل ختم نبوّت موومنٹ کے زیرِ اہتمام عالمی ختمِ نبوّت کانفرس کی افتتاحی نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت شیخ محمد فیلا فندر نے کی۔ جبکہ مولانا عبدالحفیظ مکی دامت برکاتہم، مسلم جوڈیشل کونسل کے رہنماؤں شیخ ریاض فتار، شیخ عبدالحمید خبیر (صدر یونائیٹڈ علماء کونسل جنوبی افریقہ) اور مولانا عبدالخالق نے کانفرس کی غرض وغایت کے متعلق اظہارِ خیال کیا اور شیخ ابراہیم خلیل کی دعا پر یہ پُروقار نشست اختتام پذیر ہوئی۔ آخر میں تمام مندوبین کے اعزاز میں پرتکلف عشائیہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس نشست میں پاکستانی علماء کرام اور دانش وروں کے علاوہ مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند، مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے مہتمم مولانا ماجد مسعود، ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ، مفتی محمد صالح سہارنپوری، مولانا محمد ساجد سہارنپوری، مولانا جنید ہاشم (ساؤتھ افریقہ) مولانا عبدالوحید مدنی، مولانا نورالدین جامی، مولانا اسعد محمود مکی اور مولانا محمد امین لون (سری نگر) بھی تشریف فرما تھے۔

کانفرنس کی پہلی نشست ۳۰رنومبر کو زہرہ نور آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی۔ جس سے ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ، ڈاکٹر احمد علی سراج، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا زاہدالراشدی، مولانا زاہد محمود قاسمی، قاری محمد رفیق وجھوی، مولانا اسعد مکی، ڈاکٹر ظفر اللہ بیگ اور مولانا نثار بدر نے خطاب کیا۔ جبکہ صدارتی تقریر مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی نے فرمائی۔ مولانا نعمانی کے خطاب کے بعد محترم سید محمد کفیل بخاری کو خطاب کی دعوت دی گئی مگر انہوں نے مولانا نعمانی کے بعد تقریر سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ حفظِ مراتب کے خلاف ہے۔ کل کے اجلاس میں اظہار خیال کروں گا۔ ۳۰رنومبر کو مغرب کی نماز ساحلِ سمندر پر بنائی گئی ایک خوبصورت قدیم مسجد ''مسجد البحر'' میں ادا کی گئی۔ یہ علاقہ ہاؤٹ بے (Hout Bay) کہلاتا ہے۔ یہاں مولانا ہاشم بیگ امام ہیں۔ مسجد کی انتظامیہ نے ہمارا بہت اکرام کیا اور نماز کے بعد پرتکلف کھانا کھلایا۔

کانفرنس کی دوسری نشست یکم دسمبر کو اسلامیہ سکول کیپ ٹاؤن کے احاطے میں ہوئی۔ جس سے پاکستان اور ہندوستان نیز سعودی عرب سے آئے ہوئے علماء کرام کے خطابات ہوئے، جن میں سے محترم سید کفیل بخاری صاحب کے بیان کو بہت سراہا گیا۔ اُسی روز کانفرنس کی تیسری اور آخری نشست مسجد القدس کیپ ٹاؤن بعد نماز مغرب میں انعقاد پذیر

ہوئی۔جس کی صدارت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی نے کی۔

۲ردسمبر کوساحلِ سمندر کی سیر کا پروگرام تھا۔ یہ علاقہ انتہائی سرسبز وشاداب ہے۔ایک دل فریب پکنک پوائنٹ بہت عمدگی کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ جہاں کافی بلندی ہے، پہاڑی راستہ بھی ہے مگر چھوٹی سے ٹرین کی سہولت بھی موجود ہے۔ہم سب ٹرین سے وہاں تک پہنچے، جہاں جنوب میں زمین کا آخری کنارہ ہے اور پھر تاحدِ نگاہ سمندر کی حکمرانی ہے۔ نمازِ ظہر ادا کی۔

سیر وسیاحت کی رنگینیوں میں کھو جانے کے اگرچہ ہزار سامان میسر تھے،مگر قافلۂ تحفظِ ختم نبوت، جس عظیم مقصد کے لیے اتنا طویل سفر کر کے یہاں پہنچا تھا، ہمارے اکابر نے اُس مقصد کو ایک لحظہ کے لیے بھی دل ودماغ کے گوشے سے محو نہ ہونے دیا۔ بلکہ وہاں جہاں بحرِ ہند اور ایٹلانٹک اوشن کا سنگم ہے، جسے قرآن مجید میں ''مَرجَ البحرین'' کے نام سے ذکر کیا گیا ہے،ختمِ نبوّت زندہ باد اور عظمتِ صحابہ پائندہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند کیے گئے۔مولانا محمد الیاس چنیوٹی، ڈاکٹر احمد علی سراج اور مولانا محمد احمد لدھیانوی نے خشکی کے اس آخری ٹکڑے کو گواہ بنا کر کہا کہ''اے زمین کے آخری کنارے گواہ رہنا کہ ہم تحفظِ ختم نبوّت کا پیغام اور عظمتِ صحابہ کا علم لے کر یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔اگر اس سے آگے بھی زمین کا کوئی ٹکڑا ہوتا تو ہم وہاں تک بھی ضرور پیغامِ حق پہنچاتے۔''اجتماعی دعا کے بعد واپس رہائش گاہ آ گئے۔

۳ردسمبر کو مسلم جوڈیشل کونسل کے دفتر میں چائے پی اور کونسل کی خدمات سے آگاہی کا موقع ملا۔کونسل کے صدر مولانا احسان ہندرکس کی عربی تقریر نے عربوں کی خطابت کی یاد تازہ کر دی۔۳ردسمبر کو کیپ ٹاؤن سے روانہ ہو کر جوہانسبرگ کے علاقے لینسیریا (Lanseria) کے ائیر پورٹ پر اُترے جہاں پر جمعیت علماء جنوبی افریقہ کے زیرِ اہتمام مسجد السلام لوڈیم (Lodium) میں علماء کا اجتماع تھا۔جس کی صدارت مولانا علی عباس جینا صدر جمعیت علماء جنوبی افریقہ نے فرمائی، جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عبیداللہ بھوجا امام مسجد السلام نے ادا کیے۔ یہاں پر بھی تمام پاکستانی علماء کرام کے بیانات ہوئے۔

۴ردسمبر کو مولانا علی عباس صدر جمعیت علماء کے مرکزی دفتر (جوہانسبرگ) کو روانہ ہوئے۔خوبصورت دومنزلہ عمارت میں جمعیت کے کئی شعبہ جات قائم ہیں۔ جمعیت علماء جنوبی افریقہ کے ۹ صوبوں میں سے ۶ صوبوں میں مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے متحرک ہے۔مولانا علی عباس دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں اور پیرانہ سالی میں بھی چاک وچوبند اور مستعد ہیں۔مولانا نے جمعیت کی خدمات واہداف کے حوالے سے مندوبین کو بریفنگ دی کہ جمعیت کا نیٹ ورک زیادہ تر تعلیم اور افتاء کے گرد پھیلا ہوا ہے۔ جمعیت علماء ۱۹۲۱ء سے قائم ہے اور اس کے تحت ۱۴۰ مکاتب کام کر رہے ہیں۔ ہمارے

دارالافتاء میں تین مفتی ہمہ وقت مسلمانوں کے مسائل کے جواب کے لیے کام کر رہے ہیں۔

مولانا علی عباس کی بریفنگ کے بعد میں نے اُن سے سوال کیا کہ جنوبی افریقہ میں قادیانیت کے خلاف جمعیت کیا کام کر رہی ہے تو انہوں نے بتایا کہ جوہانسبرگ میں قادیانی موجود نہیں ہیں۔ قادیانیوں کا زیادہ تر دائرہ کار کیپ ٹاؤن میں ہے۔ اگر قادیانیوں کے حوالے سے کوئی مسئلہ درپیش ہوتو ہم یونائیٹڈ علماء کونسل کے سہ ماہی اجلاس میں اُسے زیر بحث لا کر اُس کے تدارک کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ جس پر میں نے تجویز پیش کی کہ جمعیت ردِ قادیانیت کے لیے مستقل بنیادوں پر کام کرنے کا آغاز کرے اور اپنے ہیڈ آفس میں ہی ایک ختمِ نبوّت سیل قائم کرے۔ جس پر جمعیت علماء کے جنرل سیکرٹری مولانا ابراہیم بھام نے کہا کہ ہم ان شاء اللہ کوشش کریں گے۔ مہمانوں کے اعزاز میں ظہرانہ دیا گیا۔ بعد ازاں تمام قافلہ جوہانسبرگ کے علاقے میفے خیل پہنچا۔ جہاں حضرت مکی مدظلہٗ کے خلیفہ اور متحرک نوجوان عالم دین مولانا جنید ہاشم کی نگرانی میں خانقاہ خلیلیہ مکیہ کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ وہاں خانقاہ کی تعمیر اور آبادی کے لیے اجتماعی دعا کرائی گئی۔ وہاں سے سیدھے دارالعلوم زکریا پہنچے، جہاں رات کو قیام کرنا تھا۔ دارالعلوم کے مہتمم مولانا شبیر احمد صالوجی مدظلّہ نے خوش آمدید کہا۔ اسی دوران عصر کے وقت حضرت مکی مدظلہٗ دارالعلوم میں تشریف لے آئے۔ ان کی ملاقات اور زیارت سے قلب ونظر کو شادکام کیا۔

نمازِ مغرب کے بعد نورالاسلام ہال لینیشیا میں جمعیت علماء کے زیرِ اہتمام ختمِ نبوّت سیمینار تھا۔ جس کی صدارت مولانا علی عباس نے کی اور مولانا ابراہیم بھام نے نظامت کی۔ جوہانسبرگ میں یہ سیمینار اپنی حاضری اور منتظمین کے حُسنِ انتظام کی وجہ سے دیگر اجتماعات پر فوقیت لے گیا۔ کارروائی روک کر عشاء کی نماز ادا کی گئی۔ نماز کے بعد دوبارہ خطابات ہوئے۔ جن کا سلسلہ رات گیارہ بجے تک جاری رہا، طوالت کے باوجود حاضرین نے تمام پروگرام آخر تک مکمل دل جمعی اور یک سوئی کے ساتھ سنا۔ مولانا ابراہیم بھام نے اپنے خطاب میں مجلس احرارِ اسلام کی تحفظ ختمِ نبوّت کے لیے مساعی کا تفصیلاً ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام برصغیر کی سب سے پرانی جماعت ہے۔ جس نے تقسیم ہند سے قبل علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کی زیرِ سرپرستی سب سے پہلے قادیانیت کا تعاقب شروع کیا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مجلس احرارِ اسلام کے سٹیج سے قادیانیت کو اس طرح بے نقاب کیا کہ بالآخر قادیانی پاکستان میں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

۵ر دسمبر کو بذریعہ ہوائی جہاز قافلہ ڈربن پہنچا، لیکن مولانا زاہد الراشدی مدظلہٗ کو پاکستان روانہ ہونا تھا اس لیے وہ پاکستان روانہ ہوگئے اور اُن کی یادہمیں ستاتی رہی، کیونکہ ہم تینوں یعنی جناب سید محمد کفیل بخاری، یہ فقیر اور مولانا زاہد

الراشدی پانچ دن مسلسل ایک ساتھ رہتے چلے آئے تھے اور اُن سے ہمہ وقت گپ شپ، مشاورت اور نیازمندی کا تسلسل قائم رہا تھا۔ اُن کے سفر نے بہت ملول کیا۔

ڈربن کے تبلیغی مرکز مسجد الہلال میں دارالاحسان سنٹر کے زیرِ اہتمام مغرب کے بعد ختمِ نبوّت کانفرنس منعقد ہوئی۔ نظامت مولانا مفتی زبیر بیات (مدیر دارالاحسان سنٹر) نے کی۔ صدارت شیخ مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہٗ نے فرمائی اور دعاء مولانا ماجد مسعود مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ نے کرائی۔

۶؍ دسمبر کو مدرسہ تعلیم الدین سپنگو بیچ میں مختلف علماء سے ملاقاتیں ہوئی اور رات کو وہیں پر قیام ہوا۔ یہ مدرسہ ساحل سمندر پر واقع ہے۔ مدرسہ کے مہتمم مفتی ابراہیم سالجی حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے خلیفہ ہیں۔

۷؍ دسمبر کو دار العلوم زکریا جوہانسبرگ کا سفر بذریعہ بس ہوا۔ جہاں مولانا علاء الدین جمال اور مولانا عبدالقدوس قاسمی نیرانوی (مدرسین مدرسہ) سے نہایت دلچسپ ملاقات رہی۔ مختصر علمی وادبی نشست نے سفر کی تمام تھکان دور کر دی۔ مولانا علاء الدین کی علمی نکتہ آفرینی اور مولانا عبدالقدوس کی تصنیفی و تحقیقی کاوشوں سے آگاہی اور سید محمد کفیل بخاری کی تاریخی، ادبی واقعاتی گفتگو نے مختصر مجلس کے لطف کو دوبالا کر دیا۔ مولانا علاء الدین اور مولانا عبدالقدوس نے اپنی تصانیف ہمیں ہدیہ کیں، اس طرح جنوبی افریقہ کا یہ سفر اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔

حضرت سید محمد کفیل بخاری مدظلہٗ نے کیپ ٹاؤن پہنچتے ہی حضرت مکّی مدظلہٗ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ہمارے سفر میں آتے جاتے ہوئے جدہ میں پڑاؤ ہے۔ جدہ پہنچ کر بھی عمرہ کی سعادت سے محروم رہیں تو بہت شرمندگی ہوتی ہے۔ جس پر حضرت مکی مدظلہٗ نے مسلم جوڈیشل کونسل کے منتظمین کے ذمے عمرہ کا انتظام لگا دیا اور الحمدللہ جب یہ خوش خبری ملی کہ سب حضرات کے ویزے لگ گئے ہیں اور عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوگی تو جہاں دل کی وارفتگی اور شیفتگی کا عجیب عالم تھا، وہیں حضرت شیخ مکی مدظلہٗ کی اس شفقت پر اُن کے لیے بے اختیار دعاؤں کے خزانے لُٹ رہے تھے۔

۸؍ دسمبر کو جدہ روانہ ہوئے، رات گئے مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ کیا، حرم کعبہ میں چشم بے قرار کی اشک باری کے ساتھ اپنے گناہوں کا اقرار اور توبہ کا اظہار کیا۔ نماز ظہر کے بعد براستہ بدر شریف مدینہ منوّرہ کا سفر شروع ہوا۔ شہداء بدر کے مزارات پر حاضری، مسجد العریش میں نمازِ عصر کی ادائیگی اور نمازِ عشاء کے بعد مدینہ منوّرہ میں بارگاہِ نبوی میں ہزار ندامت کے ساتھ حاضری کی توفیق ملی، مگر پیاسی نظروں اور دلِ بے تاب کے ساتھ صرف تین گھنٹوں بعد رات کو ہی مکہ مکرمہ لوٹنا پڑا کہ اگلے روز علی الصبح جدہ سے فلائیٹ تھی، راستے میں میقات پر دوبارہ احرام باندھے اور اللہ نے ایک اور عمرہ کی سعادت سے شرف یاب کیا۔ الحمدللہ ۱۱؍ دسمبر کی رات کو جدہ میں محترم حافظ محمد رفیق صاحب کے ہاں کھانا کھایا، بہت ہی مخلص،

خدمت گزار اور مہمان نواز ہیں۔ ساڑھے گیارہ بجے شب جدہ ائیر پورٹ کو چل دیے۔ اور صبح پاکستان کے شہر عروس البلاد لاہور پہنچ گئے، مگر مدینہ منوّرہ میں بھائی عبدالمنان معاویہ اور عامر اعوان کی محبتوں کی یادیں اب بھی تازہ ہیں۔

دورۂ افریقہ میں تین شخصیات نے تمام احباب اور سامعین پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی، مہتمم دارالعلوم دیوبند، جن کا ذکر سطور بالا میں گزر چکا۔ فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالحفیظ مکّی دامت برکاتہم کہ جن کے اخلاص، تقویٰ و تدین اور پیرانہ سالی میں بھی ناموسِ رسالت کے لیے دور دراز کے سفر کی صعوبتیں جھیلنا اور حد درجہ مختلف مزاج و عادات کے افراد کو ایک ہی لڑی میں پروئے رکھنا جیسی خصوصیات نے حد درجہ متاثر کیا اور نواسۂ امیر شریعت حضرت سید محمد کفیل بخاری حفظہ اللہ تعالیٰ کی سادگی، بے تکلفی، خوش مزاجی کے ساتھ ساتھ اُن کی پُرخلوص خطابت نے بھی گہرے نقوش چھوڑے۔ شاہ صاحب کی حضرت امیر شریعتؒ کے ساتھ نسبت کی بدولت عوام الناس کی توجہ اور رجوع نے بھی اُن کی شخصیت کا سکہ جمائے رکھا۔ پاکستان سے جنوبی افریقہ اور پھر حرمین شریفین کے سفر میں حضرت مکی مدظلہٗ کے خلیفہ حضرت مفتی محمد شاہد مدظلہٗ ہمارے امیر سفر تھے۔ اُن کے حلم اور حسنِ انتظام نے تمام رفقاء کو بے حد متاثر کیا، بہت ہی محبت کرنے والے مخلص انسان ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ افریقہ میں ختمِ نبوّت کانفرنسوں کا انعقاد وقت کا ناگزیر تقاضا ہے، یہ سلسلہ جاری رہنا چاہیے کہ اس سے اپنوں میں بیداری اور ترغیب پیدا ہوتی ہے۔ کام کا شوق بڑھتا ہے اور ذہن راسخ ہوتے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ وہاں مقامی سطح پر کام کرنے کی بھی اشد ضرورت کا احساس ہوا ہے کہ جب تک مقامی سطح پر قادیانی فتنے پر نظر نہیں رکھی جائے گی اور اُن کے ارتدادی ہتھکنڈوں کا توڑ نہیں کیا جائے گا، تب تک قادیانیت کا جنوبی افریقہ میں سد باب ممکن نہیں۔ فلاحی کاموں، جدید ذرائع، بالخصوص الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے بغیر یہ محاذ سر نہیں کیا جا سکتا۔ اس بارے میں، فقیر نے جمعیت علماء جنوبی افریقہ، مفتی زبیر بیات صاحب اور دیگر مقامی حضرات کی توجہ ملتجیانہ انداز میں مبذول کرائی۔ جبکہ سید محمد کفیل بخاری صاحب نے کیپ ٹاؤن اور بعدازاں مکہ مکرمہ میں حضرت الشیخ مکّی مدظلہٗ سے تفصیلی مذاکرات کیے۔ الحمدللہ مجلس احرار اسلام کی تجویز پر بہت جلد کیپ ٹاؤن میں ختمِ نبوّت کا دفتر قائم کرنے کی خوش خبری حضرت مکی صاحب نے سنا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا فرمائیں اور ختمِ نبوت کا جھنڈا پوری دنیا میں لہرانے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین

☆......☆......☆

ادارہ

اخبار الاحرار

آزاد کشمیر اسمبلی کے ریکارڈ سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد کا مسودہ غائب

(اسلام آباد) تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس، قانون ساز اسمبلی سے قادیانیت کے خلاف پاس ہونے والی قرارداد کی گمشدگی اور قادیانیوں کو آئینی طور پر کافر قرار نہ دینے پر حکومت کے خلاف عدالت عالیہ میں رٹ دائر کرنے کا فیصلہ، وزیراعظم نے وعدے کے باوجود قرارداد ختم نبوت کا مسودہ شائع نہیں کرایا اور نہ ہی قرارداد کا ریکارڈ منظر عام پر لایا گیا آزاد کشمیر بھر میں تحریک شروع کی جائے گی اس سلسلہ میں عوامی شعور بیدار کرنے کے لیے آزاد کشمیر کے 20 اہم مقامات پر کانفرنسیں جب کہ آزاد کشمیر کے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کو متحد کرنے کے لیے علماء کنونشن بھی منعقد کیے جائیں گے تفصیلات کے مطابق تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس گزشتہ روز اسلام آباد میں زیر صدارت کرنل (ر) عبدالقیوم خان منعقد ہوا اجلاس میں تحریک آزادی کے بیس کیمپ میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور حکومتی بے حسی پر تشویش کا اظہار کیا گیا آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی سے 29 اپریل 1973ء کو میجر (ر) سردار محمد ایوب خانؒ کی پیش کردہ قرارداد ختم نبوت کو آئین میں شامل نہ کرنے اور اس پر قانون سازی نہ ہونے پر حکومت کے خلاف عدالت عالیہ سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا گیا تحریک تحفظ ختم نبوت گزشتہ 6 سال سے آزاد کشمیر حکومت سے مطالبہ کرتی آرہی ہے کہ قرارداد ختم نبوت کو آئین کا حصہ بنا کر اس پر عمل کرایا جائے لیکن حکومت ہمیشہ سے لیت ولعل اور ٹرخاؤ کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اس وقت آزاد کشمیر کے آئین میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے کوئی وضاحت تک شامل نہیں جب کہ پاکستان کے آئین میں واضح طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم لکھا گیا ہے اسی طرح آزاد کشمیر کے صدر اور وزیراعظم کے حلف نامہ میں بھی ختم نبوت کے حوالے سے واضح الفاظ شامل نہیں، دو سال قبل جب ایوان میں اپوزیشن ارکان نے آواز بلند کی تھی تو وزیراعظم چوہدری عبدالمجید نے قرارداد ختم نبوت کی اشاعت کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی تک اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوسکا جو کہ بیس کیمپ میں باعث تشویش ہے تحریک ختم نبوت آزاد کشمیر کے راہنماؤں نے کہا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ شائع کر کے عوام تک پہنچا دی ہے اور حکومت آزاد کشمیر ابھی تک خاموش ہے جب کہ آزاد کشمیر کی اسمبلی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ پوری دنیا میں سب سے پہلے سرکاری طور پر قادیانیوں کے خلاف قرار پاس کی تھی لیکن وہ تاحال قانون کا حصہ نہ بن سکی شوریٰ کے اجلاس میں یہ طے پایا گیا کہ 2014ء میں تحریک آزادی کے بیس کے اندر عقیدہ ختم نبوت کا شعور بیدار کرنے کے لیے 20 مختلف مقامات پر ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی جس کے دو کمیٹیاں تشکیل دے دی گئیں جو تمام انتظامات کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ تحریک کی مرکزی شورای کو پیش کریں گے اجلاس میں تحریک کے راہنماؤں صدر تحریک قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا رضوان حیدر، علامہ عبدالخالق

نقشبندی، مفتی محمد قاسم، مفتی عمر فاروق، قاری عبدالقیوم، راجہ محمد آصف چشتی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا محمد اقبال، مولانا ظفر اللہ، قاری محمد رفیق چشتی، مولانا جمیل الرحمٰن، مفتی ابرار حسین، تنویر اقبال قریشی، مولانا محمد مقصود، مولانا محمد عاطف، مفتی عقیل احمد کے علاوہ دیگر حضرات نے شرکت کی اس موقع پر مظفر آباد ڈویژن کے لیے مفتی محمد قاسم نگران اور معاون قاری عبدالقیوم، جب کہ میر پور ڈویژن کے لیے علامہ عبدالخالق کو نگران معاون محمد مقصود کو مقرر کیا گیا

مجلس احرار اسلام ہند کا لدھیانہ میں مولانا فضل الرحمٰن کا استقبال

لدھیانہ (12 ردسمبر) مولانا محمود مدنی مدظلہ کی دعوت پر بھارت کے دورے پر تشریف لائے پاکستان کے قومی سیاستدان وممبر قومی اسمبلی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب صدر جمعیت علماء اسلام کا لدھیانہ میں مجلس احرار اسلام ہند کی جانب سے پر جوش استقبال کیا گیا، اس موقعہ پر امیر احرار ہند و شاہی امام پنجاب حضرت مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی نے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کو احرار کی جانب سے تلوار اور نشان عزاز دے کر سرفراز کیا جس کے ساتھ فضا اللہ اکبر اور ختمِ نبوت زندہ باد کی صداوں سے گونج اُٹھی، صدر جمعیت علماء اسلام پاکستان مولانا فضل الرحمٰن نے اس موقعہ پر کہا کہ آج وہ مکمل تیس سال بعد لدھیانہ آئے ہیں پہلے مرتبہ وہ اپنے والد محترم وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد مفتی محمود مرحوم کے ہمراہ علماء لدھیانہ کے مسکن میں آئے تھے جہاں اس وقت موجود امیر احرار کے والد مفتی اعظم مولانا محمد احمد رحمانی لدھیانوی مرحوم نے میز بانی فرمائی تھی، مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ یہ بات سب جانتے ہیں کہ عقیدہ ختمِ نبوت کو تحفظ کرتے ہوئے سب سے پہلا فتویٰ قادیانیت کے خلاف علماء لدھیانہ نے دیا تھا اور یہ بات واضح ہے کہ بھارت کے احرار تحریک ختمِ نبوت کی روح رواں ہیں، انہوں نے کہا کہ تقسیم ہند کے بعد بھارت میں ایک بار پھر احرار کا منظم ہونا اور تحریک تحفظ ختمِ نبوت کو ملک بھر میں سرگرم کر دینا یقیناً تاریخی کارنامہ ہے، ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر دونوں ملکوں کے درمیان بات چیت سے ہی حل ہوسکتا ہے قابل ذکر ہے کہ چند دن قبل ہی پاکستانی حکومت کی جانب سے مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو کشمیر کمیٹی کا چیئر مین بنایا گیا، اس موقعہ پر امیر احرار اسلام ہند مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے کہا کہ ہم دعا گو ہیں کہ قائد محترم صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ برصغیر کے مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور اتحاد کے لیے دینی قوتوں کی سربراہ بنیں، انہوں نے کہا کہ مولانا فضل الرحمٰن سے علماء لدھیانہ کا قدیم تعلق ہے جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہے گا، اس موقعہ پر انکے ساتھ مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا زاہد الراشدی، مولانا علی حیدری، مولانا رشید احمد لدھیانوی رحیم یار خان، مولانا محمد حنیف جالندھری اور دیگر جید علماء کرام موجود تھے۔

سید محمد کفیل بخاری کا مرکز احرار چنیوٹ میں کارکنوں سے خطاب

چنیوٹ (15 ردسمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے ''آل پاکستان احرار ختم نبوت کانفرنس'' کے انتظامات کے سلسلہ میں مرکز احرار جامع مسجد مدنی میں خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ احرار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی غلامی قبول نہیں کرتے احرار نے ہر دور میں حق بات کا اعلان کیا ہے خواہ اس کیلئے کیسی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے انگریز کا خود کاشتہ پودا مرزا قادیانی اور اس کی جماعت ناسور ہے اس فتنہ سے اسلام کا دفاع کرنا ہر مسلمان پر

فرض ہے انہوں نے کہا کہ اسلام دشمن طاقتیں قادیانیوں جیسے غداروں کی پشت پناہی کرتی رہیں لیکن اسلام قائم رہیگا انہوں نے کہا کہ اسلام کا دفاع ہر دور میں مسلمانوں نے اپنا خون دیکر کیا اور آج بھی غیور مسلمان اپنے دین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کی حفاظت کیلئے قربانیاں دینے کو تیار ہیں انہوں نے کہا کہ جھوٹے نبی مرزا قادیانی نے جعلی نبوت کے نام پر کفر وارتداد کا سلسلہ شروع کیا تھا، وہ ناکام ہوگیا اور اب مرزا کے چیلے اس کی پرانی محبوب شراب (ٹانک وائن) نئی بوتل میں ڈال کر فروخت کرنے کی فکر میں ہیں، انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی شرانگیزی کا منہ توڑ جواب دینگے قادیانی دولت کے بل بوتے پر چاہے جتنی مرضی سازشیں کرلیں احرار گھبرانے والے نہیں، انہوں نے کہا کہ وہ دن دور نہیں جب گلی کوچوں میں ختم نبوت کے پرچم لہرائیں گے، اور پوری دنیا میں قادیانیت کا جنازہ نکلے گا مسلمان ہر بات برداشت کرسکتے ہیں، لیکن یہ بات برداشت نہیں کرسکتے کہ کوئی انگریزی پٹھو پیارے نبی ﷺ کے تاج ختم نبوت کی طرف غلط نگاہ دیکھے، انہوں نے کہا کہ قادیانیت دولت اور نسوانیت کے بل بوتے پر چل پھر رہی ہے، اس کا مستقبل تاریک اور انجام عبرت ناک ہوگا اس موقع پر مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے رہنما عبداللطیف ناز، تحریک طلباء اسلام کے مولوی محمد طیب چنیوٹی، تحریک تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد بلال، شبان احرار کے محمد حنیف معاویہ، حافظ محمد اکرام اور مہر اظہر حسین وینس سمیت کارکنوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔

قائدینِ احرار کا، مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کے قتل پر احتجاج اور لواحقین سے تعزیت

لاہور (8 ردسمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کے قاتل وہی ہیں جو امن کے دشمن اور صحابہؓ کے منکر ہیں شہداء ناموس صحابہؓ کے مقدس خون سے تحفظ ناموسِ صحابہؓ کی تحریک دم نہیں توڑسکتی بلکہ یہ پرامن جدوجہد آگے بڑھے گی اور اپنے منطقی انجام تک پہنچ کر رہے گی، علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، مولانا تنویر الحسن اور محمد قاسم چیمہ پر مشتمل ایک وفد مولانا شمس الرحمٰن معاویہ مرحوم کے والد اور بیٹوں سے ان کے گھر جا کر تعزیت کا اظہار کیا اس موقع پر اہلسنت والجماعت کے مرکزی رہنما مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی قائمقام صوبائی صدر مولانا اشرف طاہر اور دیگر رہنماؤں اور کارکنوں اور لواحقین سے گفتگو کرتے ہوئے عبداللطیف خالد چیمہ نے مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس صحابہؓ کیلئے گراں قدر خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ انہوں نے تھوڑے عرصے میں جس تدبر و حکمت کیساتھ تحریک مدحِ صحابہ کو منظم کیا یہ ہم سب کیلئے نمونہ ہے، خالد چیمہ نے کہا کہ مولانا شمس الرحمٰن معاویہ اپنے عقیدے پر پختہ رہتے ہوئے فرقہ واریت کے سخت مخالف تھے وہ اتحاد بین المسالک کے منادا اور مبلغ تھے اور تمام دینی جماعتوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ دریں اثناء مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں ایک تعزیتی اجلاس ہوا جس میں قاری محمد یوسف احرار، میاں محمد اویس، محمد قاسم چیمہ، مولانا تنویر الحسن اور دیگر رہنماؤں نے مولانا شمس الرحمٰن کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کی اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے ایرانی مداخلت اور امریکی تسلط پر شدید احتجاج کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ حکومت ملکی سلامتی وخود مختاری کو یقینی بنانے کیلئے امریکی جنگ سے باہر نکل آئے

دفتر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان لاہور میں موصولہ اطلاعات کے مطابق مجلس احرار اسلام نے مختلف دینی جماعتوں کے اشتراک سے ملک بھر میں گزشتہ روز ہونے والے احتجاجی مظاہروں میں بھرپور شرکت کی ادھر مجلس خدام صحابہؓ اور تحریک طلباء اسلام کے رہنماؤں نے اعلان کیا ہے کہ مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی شہادت کے المناک سانحہ کیخلاف ہونے والے مظاہروں اور آئندہ جمعۃ المبارک (13 دسمبر) کے دھرنوں میں بھرپور شرکت کی جائیگی۔

احرار وفد کی تعلیم القرآن راولپنڈی میں مولانا اشرف علی سے ملاقات

راولپنڈی (3/دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی قیادت میں احرار کے ایک وفد نے اعلیٰ سطحی قیادت نے مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے مہتمم مولانا اشرف علی اسلام آباد وراولپنڈی کے سرکردہ علماء کرام سے گزشتہ روز ملاقات کی، وفد نے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس، مولانا محمد ابوذر، چوہدری خادم حسین، مولانا تنویرالحسن، محمد ناصر، خالد محمود کھوکھر اور دیگر حضرات بھی شامل تھے، عبد اللطیف خالد چیمہ نے مولانا اشرف علی کی صدارت میں منعقدہ سرکردہ علماء کرام کے اجلاس میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کا پیغام دیا کہ مجلس احرارِ اسلام سانحۂ راولپنڈی پر ہراُس فیصلے کی مکمل تائید کرے گی جو علماء طے کریں گے، اس موقع پر حضرت پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، قاضی عبدالرشید، مولانا ظہور احمد علوی، مولانا نذیر احمد فاروقی، مولانا عبدالخالق ہزاروی، قاری عبدالوحید قاسمی، ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، مفتی اویس عزیز ہزاروی اور دیگر رہنما بھی موجود تھے، عبداللطیف خالد چیمہ نے علماء کرام سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے کہا کہ سانحۂ راولپنڈی کو چھپانے کے لیے سرکاری سطح پر جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے، اس کو بے نقاب کر کے سدباب کرنے کی ضرورت ہے، انہوں نے کہا کہ خونی و ماتمی جلوسوں کو عبادت گاہوں تک محدود نہ کیا گیا تو ہولناک کشیدگی اپنی حدیں کراس کر جائے گی، علاوہ ازیں چوہدری خادم حسین کی رہائش گاہ پر ایک احتجاجی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام پر تنقید روکنے کے لیے مؤثر قانون سازی کی فوری ضرورت ہے، انہوں نے کہا کہ سانحۂ راولپنڈی میں شہید ہونے والوں کی تعداد کو دانستاً چھپایا جا رہا ہے، اس موقعہ پر حافظ عبدالرحمٰن علوی اور دیگر احرار ساتھی موجود تھے۔

توہین رسالت کی سزا کے متعلق وفاقی شرعی عدالت کے احکامات کا خیر مقدم

لاہور (۵/دسمبر) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے وفاقی شرعی عدالت کی طرف سے توہین رسالت کی سزا صرف موت قرار دینے اور عمر قید کی سزا کو قانون سے حذف کرنے کے احکامات جاری کرنے پر اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے آئینی کامیابی قرار دیا ہے، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینئر عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ 1990ء میں وفاقی شرعی عدالت نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ سزائے موت کے ساتھ جو عمر قید کا لفظ لکھا ہوا ہے اس کو حذف کر دیا جائے، جس پر حکومت نے تاحال عمل درآمد نہیں کیا تھا، جس پر حشمت حبیب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ نے طویل قانونی جنگ لڑی اور آخر کار وفاقی شرعی عدالت کے جج جسٹس فدا حسین کی سربراہی میں پانچ رکنی لارجر بنچ نے یہ تاریخی فیصلہ سنایا ہے کہ حکومت 2 ماہ میں عمل درآمد رپورٹ پیش کرے، عبداللطیف خالد چیمہ نے اس فیصلہ کا خیر مقدم کرتے

ہوئے اسے قانون تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے بڑی کامیابی قرار دیا، انہوں نے اس کیس کی پیروی کرنے والے حشمت حبیب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ کو فون کر کے مبارکباد پیش کی اور اس توقع کا اظہار کیا کہ وہ تحفظ ناموس رسالت کی آئینی جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔

چنیوٹ (۶/دسمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے مرکز احرار جامع مسجد مدنی چنیوٹ میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے رہنما فاروق ستار کا ایک نجی ٹی وی کے پروگرام میں سلمان تاثیر کو شہید کہہ کر منصبِ شہادت کی توہین کی ہے، توہین رسالت کے مرتکب کو شہید کہنا بھی بالواسطہ توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے ضلع خوشاب میں حساس تنصیبات سے ملحق نوسو کنال سے زائد اراضی کوڑیوں کے مول خریدی ہے جو ایٹمی تنصیبات کے حوالے سے انتہائی خطرناک سازش کا حصہ ہے انہوں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت اور منکرین صحابہ نے اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا اور اب بھی ملک کیخلاف سازشوں میں مصروف ہیں انہوں نے کہا کہ 10 محرم الحرام کو جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی پر جو ظلم ہوا اُس میں شہداء کی لاشوں کو چھپایا جارہا ہے اور اصل تعداد سے آگاہ نہ کر کے حکومت ظالموں کا ساتھ دے رہی ہے، انہوں نے کہا کہ ماتمی جلوسوں کو عبادت خانوں تک محدود کیا جائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پر تنقید کے سدباب کیلئے قانون سازی کی جائے، انہوں نے کہا کہ سابق چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ نے از خود نوٹس لے کر شیعہ سنی تنازعات بابت سماعت شروع کی تھی اس کو آگے بڑھانا چاہیے۔

چیچہ وطنی (۸/دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ اہلسنت رہنما مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کے قتل کو چھپانے اور ملزموں کو بچانے کی حکومتی پالیسی سے کبھی امن قائم نہیں ہوسکتا، راولپنڈی اور لاہور سمیت مختلف شہروں کے آٹھ روزہ دورے سے واپسی پر انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ سانحۂ راجہ بازار راولپنڈی کے شہداء کی تعداد کو چھپایا گیا اور جھوٹ بولا گیا کہ تعلیم القرآن کے طلباء کے گلے نہیں کاٹے گئے، حالانکہ اس صورتحال کے شواہد موجود ہیں، انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس صحابہ کی جدوجہد شہداء کے خون سے تر ہے قتل و غارت گری سے یہ جدوجہد ختم نہ ہوگی، انہوں نے کہا کہ حکمران امن چاہتے ہیں تو تعلیم القرآن پر چڑھائی اور مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کا خون بہانے والوں کو قانون کے شکنجے میں لا کر عبرت کا نشان بنایا جائے، انہوں نے کہا کہ ایک ہمسایہ ملک کی مداخلت ہو رہی ہے اور امریکہ شیعہ سنی فسادات کے ذریعے پاکستان کو عدم استحکام کی طرف لے جانا چاہتا ہے، ایرانی مداخلت اور امریکی تسلط کو ختم کیے بغیر امن کے دعووں کی کوئی حقیقت نہیں۔

چیچہ وطنی (۱۴/دسمبر) اہلسنت والجماعت پاکستان کے صدر مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا ہے کہ سانحہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے بعد مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی شہادت کے حادثے سے ہمارے صبر کا امتحان نہ لیا جائے اور قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے میں حکمران اپنی غیر جانبداری کو یقینی بنائے، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ شہداءِ ناموس صحابہ رضی اللہ عنھم کا خون ضرور رنگ

لائے گا اور منکرین صحابہ جو دراصل سبائی تحریک کا تسلسل ہیں اپنے انجام تک پہنچ کر رہیں گے، عبداللطیف خالد چیمہ نے اس موقع پر کہا کہ مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کا قتل ملک کو خانہ جنگی کی طرف لے جانے کی مذموم کوششوں کا حصہ ہے، انہوں نے کہا کہ مولانا مرحوم صاحبِ بصیرت انسان تھے اور ساری عمر امن و آشتی کا درس دیتے رہے اُن کے قاتلوں کا سراغ لگا کر قانون کے مطابق سزا نہ دی گئی تو ہولناک کشیدگی اپنی حدود کراس کر جائے گی۔

چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات کے سلسلے میں اہم اجلاس

چناب نگر (۱۶ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ''احرار ختم نبوت کانفرنس'' 12 ربیع الاوّل کو جامع مسجد احرار چناب نگر میں منعقد ہوگی، کانفرنس کے اختتام پر مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوش انِ احرار جلوس نکالیں گے اور قادیانیوں کو دعوتِ اسلام کا فریضہ دہرایا جائے گا یہ فیصلہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد کی صدارت میں منعقدہ ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں کیا گیا اجلاس میں سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی، قاری محمد قاسم، الطاف الرحمٰن، مولانا تنویر الحسن، حاجی عبدالکریم قمر، صوفی محمد علی، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین سرگانہ، مولانا محمود الحسن، حافظ محمد طیب چنیوٹی، اشرف علی احرار، محمد ندیم معاویہ، عبدالعزیز احراری، غلام مرتضیٰ محمد شاہد، کاظم اشرف، محمد آصف، مہر اظہر حسین وینس، رانا قمر الاسلام، شاہد حمید اور دیگر حضرات و مندوبین نے شرکت کی مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ حکومت قادیانیوں سے متعلق قوانین پر عمل درآمد کی بجائے ان کی ارتدادی سرگرمیوں کی سرپرستی کر رہی ہے، چناب نگر کے تعلیمی ادارے جو قومیائے گئے تھے ان کو قادیانیوں کو واپس کرنے کی پالیسی چناب نگر کو دوبارہ ربوہ بنانے کی خطرناک سازش کا حصہ ہے جسے کسی صورت برداشت نہیں کیا جا سکتا، سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنوبی افریقہ سمیت دنیا بھر میں قادیانیت شکست و ذلت سے دوچار ہے تاہم تحفظ ختم نبوت کے کام کو از سر نو منظم کرنے کے لیے ایک طویل محنت درکار ہے، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ حکومت امن و امان بحال کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے، تعلیم القرآن راولپنڈی کے بعد مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کی شہادت کا سانحہ اور ملک میں طبقہ واریت اور قتل و غارت گری نے وطن عزیز کو عدم استحکام سے دوچار کیا ہے اور ملکی سلامتی کے لیے خطرناک حالات پیدا کئے جا رہے ہیں، اجلاس میں متعدد قراردادیں بھی منظور کیں، اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ چناب نگر سمیت ملک بھر میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے قومیائے گئے تعلیمی ادارے کسی صورت قادیانی جماعت کو واپس نہ کیے جائیں قادیانی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے، اجلاس کے بعد مولانا محمد مغیرہ نے بتایا کہ 12 ربیع الاوّل کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی ''ختم نبوت کانفرنس'' میں مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ رہنما شرکت کریں گے، انہوں نے کہا کہ کانفرنس کے اختتام پر ہمارا جلوس جو چناب نگر میں نکالا جاتا ہے خالص تبلیغی و دعوتی طرز پر ہوتا ہے، انہوں نے بتایا کہ مرکزی قائدین کانفرنس سے ایک ہفتہ قبل چناب نگر پہنچ جائیں گے، بعد ازاں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اخبار نویسوں سے گفتگو میں کہا کہ آزاد کشمیر میں 29 اپریل

1973ء کو قانون ساز اسمبلی میں میجر (ر) سردار محمد ایوب خان مرحوم نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے قرارداد پیش کی جسے منظور کر لیا گیا، لیکن آئین کی کاپی سے یہ قرارداد اقلیت غائب ہے جو ایک المیہ ہے، انہوں نے کہا کہ مجاہد اوّل سردار عبدالقیوم خان کے دورِ اقتدار میں آزاد کشمیر اسمبلی میں ہونے والے اس فیصلے کا آئین کی کاپی میں درج نہ ہونے پر ہمیں سخت تشویش ہے اور ہم تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے مؤقف و مطالبات کی حمائت کا اعلان کرتے ہیں اور اس جدوجہد میں ان کے ساتھ ہیں۔

ڈاکٹر احمد علی سراج کی تلہ گنگ آمد

تلہ گنگ (۱۶ر دسمبر ۲۰۱۳) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر احمد علی سراج نے کہا ہے کہ قادیانی عالمی استعماری ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے دنیا بھر میں دہشت گردانہ کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ جس سے عالمی امن کا وجود شدید خطرات سے دوچار ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر احمد علی سراج جنوبی افریقہ اور سعودی عرب کے پندرہ روزہ دورے سے پاکستان واپسی کے بعد تلہ گنگ میں ڈاکٹر محمد عمر فاروق ڈپٹی جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام پاکستان کی رہائش گاہ پر احرار کارکنوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ اس موقع پر مقامی احرار رہنما شیخ محمد فہیم اصغر، مولانا تنویر الحسن اور حکیم سعد اللہ عثمان ملک بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر احمد علی سراج نے کہا کہ بھارتی گجرات کے سابق وزیر اعلیٰ شنکر سنگھ واگھیلا کا یہ انکشاف حکمرانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ حالیہ بھارتی بم دھماکوں میں مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ملوث ہیں اور انہیں راشٹریہ سیوک سنگھ کی پشت پناہی حاصل ہے۔ ڈاکٹر احمد علی سراج نے بتایا کہ قادیانی جنوبی افریقہ میں خود کو مسلمان ظاہر کر کے مقامی باشندوں کو مرتد کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ نہ صرف علماء کا فرض بلکہ عالم اسلام کے حکمرانوں کی بھی بنیادی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مجلس احرار اسلام کی تجویز پر جنوبی افریقہ میں قادیانی نیٹ ورک پر نظر رکھنے اور مسلمانوں کو قادیانی ہتھکنڈوں سے بچانے کے لیے کیپ ٹاؤن میں ایک جدید سہولیات سے آراستہ دفتر قائم کیا جا رہا ہے۔ جس سے قادیانی سازشوں کے سدباب میں کافی مدد ملے گی۔ ڈاکٹر احمد علی سراج نے جنوبی افریقہ میں ختم نبوت کانفرنسوں میں مجلس احرار اسلام کے وفد کی شرکت اور کارکردگی کو سراہا اور امید ظاہر کی کہ تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر مشترکہ جدوجہد ان شاء اللہ جلد خاطر خواہ نتائج مرتب کرے گی۔

لاہور (۱۷ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عمر فاروق نے شیخ الحدیث، مولانا علاؤ الدین (ڈیرہ اسماعیل خان) کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی مجلس احرارِ اسلام، جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے دینی و تحریکی کردار اور ان کی تعلیمی و تدریسی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور مولانا مرحوم کی خدمات جلیلہ کو سراہا یاد رہے کہ مولانا علاؤ الدین ڈاکٹر احمد علی سراج (سیکرٹری جنرل انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ) کے چچا تھے۔

بورے والا (۲۰ر دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے مسجد ختم نبوت گرین ٹاؤن بورے والا میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرات صحابہ کرام و اہلبیت (رضی اللہ عنہم) کے مقام و منصب کے تحفظ کے لیے قانون سازی کی ضرورت ہے اور اس کے لیے سابق چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کے از

خود نوٹس کے لیے کاروائی کو ری اوپن کر کے تنازعہ کا حل ضروری ہے، انہوں نے کہا کہ ماتمی جلوسوں کو عبادت گاہوں تک محدود کر دینا چاہیے کیونکہ ہمسایہ ملک ایران میں ماتم عبادت گاہوں کے اندر ہی ہوتا ہے، انہوں نے کہا کہ عالم کفر امریکہ کی قیادت میں عالم اسلام میں طبقہ واریت کے ذریعے خانہ جنگی جیسے حالات پیدا کر رہا ہے، ایسے میں تعلیم و تربیت اور میڈیا مہم کے ذریعے نوجوان نسل کو تیار کرنے کی ضرورت ہے، انہوں نے کہا کہ ہماری منزل حکومت الٰہیہ کا قیام ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم منزل تک پہنچ سکتے ہیں، انہوں نے کہا کہ عبدالقادر ملا کو اسلام اور پاکستان سے محبت کی سزا دی گئی ہے، بنگلہ دیش میں مظلوموں کا خون حکومت کو چین سے کبھی نہیں بیٹھنے دے گا، انہوں نے مطالبہ کیا کہ سانحہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی اور مولانا شمس الرحمٰن معاویہ کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے ورنہ شہیدوں کا خون سر چڑھ کر بولے گا، بعدازاں انہوں نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ 12 ربیع الاوّل چناب نگر میں ''آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس'' روایتی تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو گی، جس میں ملک بھر سے مجاہدین ختم نبوت قافلوں کی شکل میں شریک ہوں گے اس موقع پر انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام پر تنقید کو تعزیر جرم قرار دیا جائے اور چناب نگر سمیت ملک بھر میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عمل درآمد کرایا جائے۔

سیالکوٹ میں دھوکے باز قادیانی مظفر ڈوگر کے خلاف مقدمہ درج

سیالکوٹ (رپورٹ: محمد امجد احرار) سیالکوٹ کے تھانہ موترہ میں ایک قادیانی جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا تھا کے خلاف زیر دفعہ 298۔سی (امتناع قادیانیت ایکٹ) مقدمہ درج کر لیا گیا، تفصیل کے مطابق سید محبوب احمد گیلانی کی قیادت میں ضلع سیالکوٹ میں ختم نبوت یوتھ فورس کے نوجوان تحفظ ختم نبوت کے لیے متحرک ہیں، تحصیل ڈسکہ کے موضع پیرو چک جہاں قادیانی اِرتدادی سرگرمیاں بڑھی ہوئی ہیں، وہاں ختم نبوت یوتھ فورس نے قادیانیت کے سدباب کے لیے کام شروع کیا، قادیانیوں نے مختلف حربے استعمال کئے، ختم نبوت یوتھ فورس کے امیر سید محبوب احمد گیلانی اپنے ساتھیوں قیصر محمود، فیصل گجر، محمد یٰسین بٹ، محمد عباس بٹ، میاں راشد، رانا طلعت، مولانا احسان، میاں مدثر، یاسر خان، نعمان چیمہ، میاں نوید، اسد چیمہ، مولانا محمد صدیق و دیگر کے ہمراہ تھانہ موترہ پہنچے تو وہاں پر موجود قادیانی مظفر ڈوگر عرف بھولا کلمہ طیبہ پڑھ کر کہہ رہا تھا کہ ہم مسلمان ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے ہیں، جس پر ختم نبوت یوتھ فورس کے فیصل رشید گجر کی مدعیت میں زیر دفعہ 298۔سی مقدمہ نمبر 618/13 تھانہ موترہ میں 20 دسمبر 2013ء کو درج ہوا، اِس سلسلہ میں ہمیں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی فون پر مشاورت و رہنمائی حاصل رہی اور ہم قانونی کاروائی میں کامیاب ہوئے۔

ماہر فلکیات پروفیسر عبداللطیف کی رحلت

لاہور (۲۱ دسمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے معروف ماہر فلکیات پروفیسر عبداللطیف بن عبدالعزیز کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے، مرحوم کے فرزندان سے فون پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے، انہوں نے دنیا بھر میں اوقات نماز اور فلکیات و جغرافیے کے حوالے سے ان کے تصنیفی کام

کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے فن میں اتھارٹی کی حیثیت رکھتے تھے، وہ سادہ منش بزرگ تھے اور طبیعت میں عجز و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، علاوہ ازیں دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی میں پروفیسر عبد اللطیف کے ایصالِ ثواب کے لیے اجتماعی دعائے مغفرت کرائی گئی۔

قادیانی اور قادیانی نواز بری طرح ناکام ہوں گے۔ عبد اللطیف خالد چیمہ

فیصل آباد (۲۵ر دسمبر ۲۰۱۳ء) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینیر اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبد اللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قومیائے گئے قادیانی تعلیمی ادارے واپس کرنے کی خفیہ سازش ہو رہی ہے جو کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دی جائیگی، ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ چناب نگر کے سرکاری تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ارتدادی تعلیم کے اڈے بنا دیا جائے اور ایسا کرنا چناب نگر کو دوبارہ ربوہ بنانے کی گہری سازش ہے جو مسلم لیگ ن کے دورِ اقتدار میں پروان چڑھانے کی کوشش ہو رہی ہے لیکن اس قسم کی سازشیں دم توڑ جائیں گی اور قادیانی اور قادیانیت نواز بُری طرح ناکام ہوں گے، انہوں نے کہا کہ میاں برادران سمیت سیاسی رہنماؤں کو قادیانی دھوکے سے باہر نکل آنا چاہئے اور حقیقت کا ادراک کرنا چاہئے، خالد چیمہ نے بتایا کہ 12 ربیع الاول کو چناب نگر میں ''سالانہ ختم نبوت کانفرنس'' روایتی تزک و احتشام کے ساتھ قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ صدارت منعقد ہو گی جس میں مختلف مکاتبِ فکر کے سرکردہ رہنما شرکت کریں گے، علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام پاکستان نے اعلان کیا ہے کہ 29 دسمبر کو ملک بھر میں ''یوم تاسیس احرار'' منایا جائیگا اور مختلف مقامات پر پرچم کشائی کی تقاریب بھی منعقد ہوں گی۔

قادیانیوں کو تعلیمی اداروں کی واپسی، نامنظور

چنیوٹ (۲۶ر دسمبر ۲۰۱۳ء) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ و مجلس احرار اسلام کے زیرِ اہتمام چناب نگر کے سرکاری تعلیمی اداروں کی ممکنہ طور پر قادیانیوں کو واپسی کے فیصلے کے خلاف گزشتہ روز ڈسٹرکٹ پریس کلب چنیوٹ میں ایک احتجاجی پریس کانفرنس و ریلی کا انعقاد کیا گیا، جس میں ضلع بھر کی سیاسی، سماجی، علماء، وکلاء، تاجر، وصحافی و دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی، جس میں خاص طور پر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے امیر و ممبر صوبائی اسمبلی مولانا محمد الیاس چنیوٹی، نائب امیر مولانا قاری شبیر احمد عثمانی اور مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد مغیرہ نے مشترکہ احتجاجی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چناب نگر کے سرکاری تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کئے گئے تو پھر ملک میں دما دم مست قلندر ہو گا حکومت فی الفور قادیانیوں کو چناب نگر کے تعلیمی ادارے واپس کرنے کا فیصلہ ترک کرے اور اپنا موقف واضح کرے، ان رہنماؤں نے کہا کہ حکومت پنجاب کی جانب سے چناب نگر کے سرکاری اسکول و کالجز قادیانیوں کو واپس کرنے کے فیصلے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں حکومت پنجاب فی الفور یہ فیصلہ واپس لے وگرنہ ملک گیر احتجاجی تحریک چلائی جائے گی، ان رہنماؤں کا کہنا تھا کہ حکومت پنجاب کے اس قادیانی نواز اقدام سے مسلمانوں اور دینی حلقوں میں خاصی تشویش پائی جاتی ہے اور عوام میں شدید بے چینی، غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے ختم نبوت کے پروانے اور غیور مسلمان نبیؐ کے عاشق کسی بھی دین دشمن اور قادیانی نواز اقدام کو اس ملک میں کسی صورت بھی برداشت نہیں کریں گے بلکہ سخت مزاحمت

کریں گے، انہوں نے کہا کہ اگر چناب نگر کے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو دے گئے تو ملک بھر میں شدید احتجاج کیا جائے گا اور تمام علماء و دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اس احتجاجی تحریک میں شامل ہوں گے اور احتجاج کا دائرہ کار مزید وسیع کر دیا جائے گا، یہ فیصلہ حکومت کو مہنگا پڑے گا اور حکومت کے زوال کا سبب بنے گا، ان کا کہنا تھا کہ قادیانی نہ صرف غیر مسلم اقلیت ہیں بلکہ یہ ختم نبوت کے ڈاکو اور غدار ہیں جنہوں نے آج تک آئین پاکستان اور پاکستان کے وجود کو تسلیم ہی نہیں کیا قادیانی ملک و ملت اسلام کے دشمن ہیں ان سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی جو اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھتے ہوں ان ملک و اسلام دشمن عناصر قادیانیوں کو چناب نگر کے سرکاری تعلیمی ادارے واپس کرنا صریحاً اسلام و پاکستان سے غداری و دشمنی کے مترادف ہے جو کہ اہل اسلام کیلئے نا قابل برداشت ہے، انہوں نے کہا کہ پنجاب حکومت کے اس اقدام سے ملک بھر میں انارکی جنم لیکر پھیلے گی اور امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا جس کو روکنا حکومت کے بس میں نہیں ہوگا اور ایک ایسی تحریک چلی گی جو ملک بھر کو اپنی لپیٹ میں لے لی گی، پنجاب حکومت اپنا یہ قادیانی نواز اقدام واپس لے اور حضور ﷺ سے عشق و دستی ہونے کا ثبوت دے ،اس کے بعد مولانا قاری شبیر احمد عثمانی نے تعلیمی ادارے قادیانیوں کو دئے جانے کے فیصلے کے خلاف ایک مذمتی قرارداد بھی پیش کی جس کو ڈسٹرکٹ پریس کلب کے تمام ممبران، صحافی، وکلاء، علماء، و تاجروں نے منظور کیا، بعدازاں مولانا محمد الیاس چنیوٹی کی قیادت میں ایک پرامن احتجاجی ریلی ڈسٹرکٹ پریس کلب تا ڈی سی او آفس تک نکالی گئی اور ڈی سی او آفس کے سامنے پر امن مظاہرہ کیا گیا اور چناب نگر کے تعلیمی اداروں کی ممکنہ قادیانیوں کو واپسی کے فیصلے کے خلاف ڈی سی او چنیوٹ ڈاکٹر ارشاد احمد کو ایک یادداشت بھی پیش کی گئی۔ احتجاجی ریلی میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے)، نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی، مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد مغیرہ، اہل سنت والجماعت کے چودھری سعید احمد، جمعیت علماء اسلام کے مولانا عبدالوارث، قاری محمد ریاض فاروقی اور مولانا مختار قاسم، جمعیت اہل حدیث کے قاری محمد ایوب عزیزی، جمعیت علماء پاکستان کے مولانا مسعود احمد پسروری، جماعت اسلامی کے سید نورالحسن شاہ، مولانا ملک خلیل احمد (جامعہ ملیہ) مولانا سیف اللہ (مسؤل وفاق المدارس، جامعہ امدادیہ) مولانا عبدالکریم (جامعۃ الحبیب) مولانا قاری عبدالحمید حامد (مدرسہ انوارالقرآن) حاجی محمد جمیل فخری (نائب صدر انجمن تاجران پنجاب و ممبر امن کمیٹی)۔

یادداشت

بخدمت جناب ڈاکٹر ارشاد احمد چوہدری صاحب ڈی سی او چنیوٹ

محترم و مکرم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ حکومت پنجاب کی جانب سے چناب نگر کے 5 سرکاری تعلیمی ادارے قادیانیوں کو واپس کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، یہ تعلیمی ادارے قادیانیوں کو دیئے جانے کے فیصلے کے خلاف ملک بھر میں بالعموم اور چناب نگر میں بالخصوص احتجاج کا سلسلہ جاری ہے، ۲۶ ردسمبر ۲۰۱۳ء کو انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ و مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ڈسٹرکٹ پریس کلب چنیوٹ میں ایک احتجاجی پریس کانفرنس بھی منعقد کی گئی جس میں ضلع بھر کے جید علماء ، وکلاء، تاجر، وصحافی حضرات شریک ہوئے اور مذمتی قراردادیں بھی پیش کی گئیں بعدازاں ڈسٹرکٹ پریس کلب تا ڈی سی او

آفس علماء کی پرامن احتجاجی ریلی نکالی گئی اور آنجناب کی خدمت میں اسی سلسلہ میں ایک یادداشت بھی پیش کی جارہی ہے ،دریں اثناءاس فیصلے کے خلاف چناب نگر میں بالخصوص علماء و مسلمان طلباء میں شدید اضطراب پایا جارہا ہے جناب والا! اگر چناب نگر کے سرکاری تعلیمی ادارے قادیانیوں کو دیئے گئے تو حالات کافی حدتک خراب ہونے کا اندیشہ ہے آنجناب کے علم میں یہ بات بھی ہے کہ چناب نگر ایک حساس شہر ہے یہاں پر اس قسم کے فیصلے سے نقص امن کا خطرہ ہے۔

اندریں حالات آنجناب سے استدعا ہے کہ چناب نگر کے سرکاری تعلیمی اداروں کو قادیانیوں کو واپس دینے سے گریز کیا جائے تاکہ امن وامان کی فضاء برقرار رہ سکے۔

منجانب

محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے)	**قاری شبیر احمد عثمانی**	**محمد مغیرہ**
امیر	نائب امیر	ڈپٹی سیکرٹری جنرل
انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان	نائب امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان	مجلس احرار اسلام پاکستان

☆......☆......☆

مجلس احرار اسلام کے یوم تاسیس پر اجتماعات

لاہور (29 /دسمبر) یوم تاسیس احرار کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر اجتماعات اور پرچم کشائی کی تقاریب منعقد ہوئیں ،دفتر مرکزیہ لاہور میں ایک اجتماع مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کی زیر صدارت منعقد ہوا،مرکزی ناظم اعلیٰ عبداللطیف خالد چیمہ،میاں محمد اویس،قاری محمد یوسف احرار اور تحریک طلباء اسلام کے رہنما محمد قاسم چیمہ نے خطاب کیا،ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جامع مسجد مُعاویہ میں ''یوم تاسیس احرار'' کے اجتماع میں مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد، حافظ محمد اسماعیل اور قاری عبیدالرحمٰن زاہد نے خطاب کیا اور جماعت کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔

مسافرانِ آخرت

● **حضرت مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ:**

معروف اور جیّد عالم دین حضرت مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ ۱۶/دسمبر ۲۰۱۳ء کو تقریباً سو سال کی عمر میں ڈیرہ اسمٰعیل خان میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا نہایت علمی اور تحریکی مزاج کے حامل بزرگ تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ کے شاگردِ رشید تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بہت محبت وعقیدت تھی۔ اسی لیے اپنی عملی اجتماعی زندگی کا آغاز مجلس احرارِ اسلام کے سٹیج سے کیا۔ بعد میں جمعیت علماء اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ امام اہلِ سنت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری قدس اللہ سرہ العزیز سے گہرا علمی وادبی تعلق تھا۔ حضرت ابوذر بخاری نے ۱۹۴۹ء میں ''نادیۃ الادب الاسلامی'' کے نام سے ادبی

تنظیم بنائی تو مولانا علاء الدین اس کے رکن بنے۔ نادیہ نے ''مستقبل'' کے نام سے ادبی جریدہ جاری کیا تو مولانا ''مستقبل'' کے معاون اور سرپرستی کرنے والوں میں نمایاں تھے۔ ابناء امیر شریعت سے نہایت احترام کے ساتھ ملتے اور بے پناہ اکرام کرتے۔ یوں تو سب نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے لیکن ایک عالم کی موت کا صدمہ نہایت گہرا ہے۔ ابنِ امیر شریعت قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے فون پر حضرت کے فرزندان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے فرمایا: ''میں خود حاضر ہوتا لیکن چھے ماہ سے بیمار ہوں۔ عذر کی بنیاد پر حاضر نہ ہوسکا۔'' مولانا احرار کے قدیم رفقاء میں سے تھے۔ مولانا کے فرزندان خصوصاً مولانا افتخار احمد سے تعزیت کی۔ نیز سید محمد کفیل بخاری نے بھی فون پر اظہارِ تعزیت کیا۔ حق تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرمائے اور مغفرت فرمائے (آمین)

- ڈاکٹر احمد علی سراج کے جواں سال فرزند جناب عبداللہ گزشتہ ماہ انتقال کر گئے
- مولوی عبدالغفار صاحب کی والدہ ۱۳؍ دسمبر ۲۰۱۳ء کو ملتان میں انتقال کر گئیں
- جہانزیب چوہان صاحب کی ہمشیرہ بہاولپور میں انتقال کر گئیں
- مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، اہل سنت والجماعت پنجاب کے صدر ۶؍ دسمبر ۲۰۱۳ء بعد نمازِ جمعہ لاہور میں شہید کر دیے گئے
- ہمشیر مرحومہ ڈاکٹر ریاض احمد جتوئی (صدر مجلس احرار اسلام، یونٹ: بڑی بستی ارائیں، جتوئی) انتقال: دسمبر ۲۰۱۳ء
- قاری محمد عبداللہ ملتانی کے والد ماجد ملک مہر حسین ۱۵؍ دسمبر کو ملتان میں انتقال کر گئے
- چیچہ وطنی میں طاہر محمود چیمہ چک L12-42، انتقال: ۱۳؍ دسمبر ۲۰۱۳ء
- لاہور میں کرنل (ر) فاروق احمد خاں کی خالہ انتقال کر گئیں۔
- مدرسہ معمورہ ملتان کے مدرس حافظ محبوب الرحمٰن کی ہمشیر انتقال کر گئیں
- جام مشتاق احمد مرحوم: ماہڑہ، ضلع مظفر گڑھ کے سرگرم تحریکی ساتھی۔ انتقال: ۵؍ دسمبر ۲۰۱۳ء
- مدرسہ معمورہ ملتان کے ہمسائے بھائی محمد اکبر کے داماد ملک ناصر اور ملک خالد کی والدہ ماجدہ۔ انتقال: ۲۷؍ دسمبر ۲۰۱۳ء

قارئین سے درخواست ہے کہ ایصال ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

دعائے صحت

- جناب عزیز الرحمٰن سنجرانی: مجلس احرارِ اسلام ضلع ملتان کے سابق ناظم و رکن مرکزی مجلس شوریٰ۔ ان دنوں شدید علیل ہیں
- جامع مسجد چیچہ وطنی کے خطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد علیل ہیں
- چودھری محمد اکرام: مجلس احرارِ اسلام لاہور کے قدیم کارکن اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن۔ گزشتہ کئی ماہ سے علیل ہیں۔
- محمد بشیر چغتائی: مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق سفیر اور مجلس احرار اسلام کے مخلص کارکن، گزشتہ تین برس سے علیل ہیں۔

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

کھانسی — نزلہ — زکام

صُدوری اور سُعالین فوری آرام!

ہمدرد

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲) ...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY کئیر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔